سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

(سوموار26،منگل27،بدھ28،جمعرات29،جمعتہ المبارک30۔دسمبر2011)

(یوم الاثنین30۔محرم الحرام،یوم الثلاثہ یکم،یوم الاربعاء2،یوم الخمیس3،یوم الجمع،4۔صفر المظفر1433ھ)

پندرھویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد32(حصہ سوئم):شمارہ جات : 11تا15

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بتیسواں اجلاس

سوموار،26۔دسمبر2011

جلد 32:شمارہ 11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	1072
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1074

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر	
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1075	سوالات (محکمہ آبپاشی)
4۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1076	
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1111	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
6۔	لاہور میں بنک ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر سکیورٹی گارڈ کی ہلاکت و دیگر تفصیلات	1131
	پوائنٹ آف آرڈر	
7۔	حکومت پنجاب کی جانب سے روزنامہ "جناح" کو اشتہار دینے پر عائد پابندی کو ہٹانے کا مطالبہ	1132
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
8۔	قانون منی لینڈنگ 2007 پر عملدرآمد پر پیشرفت کے بارے میں سابقہ خصوصی کمیٹی کی سفارشات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1135
9۔	پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی فیسوں میں اضافہ کے معاملے پر غور و خوض کرنے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1136
10۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	1137
	قرارداد	
11۔	پنجاب اسمبلی کے معزز ایوان کی جانب سے محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کو پاکستان میں جمہوریت کے قیام و استحکام، عوام کے حقوق کی خاطر شہید ہونے پر خراج تحسین پیش کیا جانا	1138
	سرکاری کارروائی	

بحث

12۔ کھاد کی دستیابی کے معاملے اور گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث (۔۔۔جاری) ---------- 1141

13۔ کورم کی نشاندہی ---------- 1153

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

منگل، 27۔دسمبر2011

جلد 32: شمارہ 12

14۔ ایجنڈا ---------- 1155

15۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ---------- 1157

16۔ نعت رسول مقبولﷺ ---------- 1158

سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ و

17۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ---------- 1159

18۔ کورم کی نشاندہی ---------- 1187

19۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (۔۔۔جاری) ---------- 1191

20۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 1194

تعزیت

21۔ عالم اسلام کی پہلی منتخب وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی چوتھی برسی پر ان کے لئے دعائے مغفرت ---------- 1215

تحاریک استحقاق

22۔ ایس ایچ او تھانہ سٹی شورکوٹ کا معزز ممبر کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ (۔۔۔جاری) ---------- 1218

پوائنٹ آف آرڈر

23۔ سرائیکی صوبہ بنانے کے حوالے سے جمع کرائی گئی قرارداد قرعہ اندازی میں شامل کرنے کا مطالبہ ---------- 1219

رپورٹیں(میعاد میں توسیع)

24۔ مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر15،17مصدرہ2008
اور نمبر6مصدرہ2009کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی
رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------- 1224

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
25۔	تحریک التوائے کار نمبر776/10کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر10کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	1226
	تحریک(جو پیش ہوئی)	
26۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997کے قاعدہ(1)150کے تحت مجالس قائمہ میں ترمیم -----------	1227
	پوائنٹ آف آرڈر	
27۔	حکومت پنجاب کی جانب سے روزنامہ "جناح" کو اشتہار دینے پر عائد پابندی کو ہٹانے اور اشتہار دینے کا مطالبہ(۔۔۔جاری) -----------	1229
	تحاریک التوائے کار	
28۔	قبضہ مافیا اور عملہ ،بلدیہ اور ٹی ایم اے کی ملی بھگت سے چونیاں کے روہی نالہ پر قبضہ سے عوام کو مسائل کا سامنا(۔۔۔جاری) -----------	1232
29۔	ملتان ڈویژن کے اکثر کالجوں میں پرنسپل کی اسامی خالی ہونے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا -----------	1233
30۔	وہاڑی ملتان روڈ ٹبہ سلطان پور کے قریب ویگن اور ٹرک کے تصادم سے سولہ افراد کی ہلاکت کے ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ -----------	1235
31۔	پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے تحت منعقدہ امتحانات میں پاس ہونے والے ہزاروں امیدواروں کو سرٹیفکیٹس اور ڈپلومہ جاری نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتالوں کو عملہ کی کمی کا سامنا -----------	1236
32۔	فیصل آباد میں ٹیکسٹائل ملوں اور ڈائنگ پرنٹنگ فیکٹریوں کی جانب	

	سے ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب نہ کرنے کی وجہ سے شہری ہیپاٹائٹس اور دیگر امراض میں مبتلا -----------	1237
33۔	گجرات کے موضع ڈھلیان میں عورت سے زیادتی کے ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ -----------	1238

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

34۔	لاہور میں انتظامیہ کی عدم توجہی کی بناء پر الیکٹرانک پارکنگ سسٹم ناکام اور زائد پارکنگ فیس کی وصولی -----------	1240
35۔	نہر لوئر باری دوآب کی بحالی کے سلسلے میں ہر دو کلو میٹر پر بنائے جانے والے Foot Bridge سے چوری، ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافے کا خدشہ -----------	1241
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
36۔	بچوں کے حقوق کو درپیش مشکلات اور زچہ بچہ کی صحت کے حوالے سے نظام تعلیم پر نظر ثانی اور جامع پالیسی مرتب کرنے کا مطالبہ -----------	1242
37۔	شادی بیاہ و دیگر تقریبات میں فائرنگ کو ناقابل ضمانت جرم قرار دینے کا مطالبہ -----------	1243

بدھ، 28۔دسمبر2011

جلد 32: شمارہ 13

38۔	ایجنڈا -----------	1246
39۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	1250
40۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	1251 سوالات (محکمہ جیل خانہ جات)
41۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات -----------	1252
42۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	1302

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
43۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ----------	1318
	پوائنٹ آف آرڈر	
44۔	لبرٹی لاہور، یو سی ایچ ہسپتال کے حوالے سے حکومت کی طرف سے سوال کے غلط جواب کی وضاحت کا مطالبہ ----------	1326
45۔	کورم کی نشاندہی ----------	1331
	تحاریک التوائے کار	
46۔	ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی راولپنڈی کے ریسرچ کیمپس سے نکالے گئے مقامی ملازمین کو واپس لانے کا مطالبہ ----------	1334
47۔	حکومت کی جانب سے ڈینگی بخار سے مرنے والے مریضوں کے لواحقین کو دیئے گئے چیکوں کی عدم ادائیگی ----------	1335
48۔	دینی مدارس میں Islamic Ethics کے فروغ کے لئے نصاب پر نظر ثانی کا مطالبہ ----------	1336
49۔	تحصیل بھوآنہ کے گاؤں واڑا کے گرلز سکول میں اساتذہ کی عدم تعیناتی ----------	1337
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
50۔	مسودہ قانون غازی یونیورسٹی ڈی جی خان مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	1339
51۔	ساتویں این ایف سی ایوارڈ (جولائی تا دسمبر 2010) پر عملدرآمد کی ششماہی مانیٹرنگ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	1341
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
52۔	مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب مصدرہ 2011 ----------	1353
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
53۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011 -----------	1354
54۔	کورم کی نشاندہی -----------	1366
55۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011 (۔۔۔جاری) -----------	1367
56۔	کورم کی نشاندہی -----------	1380
57۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011 (۔۔۔جاری) -----------	1381
58۔	کورم کی نشاندہی -----------	1394
59۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011 (۔۔۔جاری) -----------	1395
60۔	کورم کی نشاندہی -----------	1405
61۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011 (۔۔۔جاری) -----------	1405

جمعرات، 29۔دسمبر2011

جلد 32: شمارہ 14

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر	
62۔	ایجنڈا -----------	1428	
63۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	1430	
64۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	1431	پوائنٹ آف آرڈر
65۔	وزیر اعلیٰ اور وزیر قانون کے وعدہ کے باوجود معزز ممبران حزب اختلاف کو ترقیاتی فنڈز کی عدم دستیابی -----------	1432	

جمعتہ المبارک، 30۔دسمبر2011

جلد 32: شمارہ 15

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
66۔	ایجنڈا	1442
67۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1444
68۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1445
	تعزیت	
69۔	معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت	1446
70۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	1446
	قرارداد	
71۔	معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات پر ایوان کا گہرے رنج و غم کا اظہار	1447
	سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)	
72۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1450
73۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1485
74۔	کورم کی نشاندہی	1514
75۔	انڈکس	

1072

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،26۔دسمبر 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ کھاد کی دستیابی پر عام بحث جاری رہے گی۔

2۔ گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث جاری رہے گی۔

1074

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیتیسواں اجلاس

سوموار،26۔دسمبر2011

(یوم الاثنین،30۔محرم الحرام1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3بج کر47منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشيطن الرجيمo

بِسْمِ ٱللهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ ٱلَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهُۥٓ أَوِ ٱنقُصْ مِنْهُ
قَلِيلًا ﴿٣﴾ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ ٱلْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا ﴿٤﴾ إِنَّا سَنُلْقِى
عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ﴿٥﴾ إِنَّ نَاشِئَةَ ٱلَّيْلِ هِىَ أَشَدُّ وَطْـًٔا وَ
أَقْوَمُ قِيلًا ﴿٦﴾ إِنَّ لَكَ فِى ٱلنَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ﴿٧﴾ وَٱذْكُرِ ٱسْمَ رَبِّكَ
وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ﴿٨﴾ رَّبُّ ٱلْمَشْرِقِ وَٱلْمَغْرِبِ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ
فَٱتَّخِذْهُ وَكِيلًا ﴿٩﴾

سورة المُزمّل 1تا9

اے (محمد ﷺ) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو(1)رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات(2)(قیام)آدھی رات یا اس سے کچھ کم(3)یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو(4)ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے (5)کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی کو) سخت پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے(6)دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں(7)تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ(8)(وہی)مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور)اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ(9)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خوشبو ہے دو عالم میں تیری ایسہ گل چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصافِ حمیدہ
تُو روح زمن رنگِ چمن ابرِ بہاراں
تُو حسن سخن شانِ ادب جانِ قصیدہ
تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ
خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر
آیا ہوں تیرے دَر پہ بدامانِ دریدہ

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ آبپاشی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

میاں نصیر احمد: On her behalf سوال نمبر 5764 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

صوبہ پنجاب میں ڈیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5764: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں پانی سٹور کرنے کے لئے کل کتنے ڈیم ہیں؟

(ب) کتنے ڈیم زیر تعمیر ہیں اور یہ کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

(ج) صوبہ پنجاب میں موجود ڈیموں میں کتنے کتنے کیوسک پانی سٹور کرنے کی گنجائش موجود ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب پوٹھوہار ایریا میں پانی سٹور کرنے کے لئے 49 ڈیم مکمل ہو چکے ہیں جن کی تفصیل جز(ج) میں ہے۔

(ب) دس نئے ڈیم زیر تعمیر ہیں جن میں ڈھوک جھنگ ڈیم مکمل ہو چکا ہے، پانچ ڈیم اور گھان، ڈھوک ہم، اتھوال / لکھوال، منڈی اور دھرابی موجودہ مالی سال یعنی 30-06-2012 تک مکمل ہوں گے اور چار ڈیم حاجی شاہ ڈیم، تاجہ بارا اور سدریال 30-06-2013 تک مکمل ہوں گے۔

(ج) صوبہ پنجاب میں موجود ڈیموں میں پانی جمع کرنے کی گنجائش کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں تفصیل دی گئی ہے اور ساتھ ساتھ جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ دس نئے ڈیم زیر تعمیر ہیں۔ یہ سوال 09-2008 اور پھر 2010 میں بھی آیا تھا تب بھی جواب میں یہی بتایا گیا تھا کہ دس ڈیم ہی زیر تعمیر ہیں جن میں سے تین ڈیم ایسے تھے جن کی completion کا ٹائم 11-2010 تھا اور ایک ڈیم کا ٹائم سال 2012 تھا۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ نئے دس ڈیموں میں سے کتنے ایسے ڈیم ہیں جن کے کام کرنے کی مدت کو بڑھایا گیا ہے اور اُن کی cost کو بھی revise کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): شکریہ۔ جناب سپیکر! ان میں سے دھرابی ڈیم تکمیل کے قریب ہے 98 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور اس کے صرف چینل بننے ہیں۔ ڈھوک ہم ڈیم کے بھی صرف چینل بننے والے ہیں باقی مکمل ہو چکا ہے، منڈی ڈیم بھی مکمل ہو چکا ہے، ڈھوک جھنگ ڈیم مکمل ہو چکا ہے، اتھوال ڈیم 100 فیصد مکمل ہو چکا ہے اور 2008 میں شروع ہونے والا اوگان ڈیم انشاء اللہ اس سال مکمل ہو جائے گا۔ حاجی شاہ ڈیم کا کنٹریکٹر کام نہیں کر رہا تھا جس کی وجہ سے اس کا کنٹریکٹ cancel کر دیا اب وہ ہائیکورٹ میں چلا گیا ہے. جہاں پر یہ pending ہے باقی تینوں ڈیم تاجہ بارا ڈیم، سدریال ڈیم اور شاہ پور ڈیم کا تقریباً 56 فیصد کام ہوا تھا لیکن وزیر اعلیٰ صاحب نے انکوائری mark کر دی اور نذیر سعید صاحب ممبر ریونیو بورڈ اور ان کے ساتھ دو آدمی اور ہیں جو اس کی انکوائری کر رہے ہیں۔ اسی دوران number of contractors ہائیکورٹ میں چلے گئے جہاں سے انہوں نے stay لے لیا ہے جس کی وجہ سے تینوں ڈیموں پر کام رکا ہوا ہے ورنہ یہ 2013 میں مکمل ہونے تھے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس لئے سوال پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ میرے علاقے میں ڈیم ہیں۔

جناب سپیکر: اسی لئے میں نے آپ کو وقت دیا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جواب میں 49 ڈیموں کی دی گئی لسٹ میں شاہپور ڈیم کا ذکر نہیں ہے اور وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ یہ ڈیم 30-06-2013 تک مکمل ہوں گے۔ پچھلی دفعہ جب یہ سوال آیا تھا تو انہوں نے on the floor of the House commit کیا تھا کہ 30-06-2012 تک یہ ڈیم مکمل ہو جائیں گے اور اب مزید ایک سال ان ڈیموں کی تعمیر کے حوالے سے لے لیا ہے تو کیا یہ بتائیں گے کہ حالیہ بارشوں میں تاجہ بارا ڈیم کی جو embankment بنائی گئی تھی تو ایمر جنسی کٹ لگا کر اس کو ختم تو نہیں کر دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جیسا میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس پر 56 فیصد کام ہوا ہے چونکہ پراجیکٹ پر کام کرنے والے افسران کے خلاف serious complaints تھیں جن پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے انکوائری hold کرائی ہے اور انکوائری کے دوران کنٹریکٹرز stay میں چلے گئے ہیں اور معاملہ عدالت میں ہے تو تینوں ڈیموں شاہپور، سدریال اور تاجہ بارا پر stay order کی وجہ سے کام pending ہے۔

جناب سپیکر: ایمرجنسی کٹ کے متعلق بھی انہوں نے پوچھا ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جب stay ہو جائے تو as it is کام روک دیا جاتا ہے معاملہ چونکہ عدالت میں ہے اس لئے pending ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! Stay تو کنٹریکٹرز کے خلاف ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جن ملازمین کے خلاف انکوائری ہو رہی تھی انہوں نے stay لیا ہے۔ جب انکوائری شروع ہوتی ہے تو انکوائری میں کام روک دیا جاتا ہے تاکہ evaluation صحیح ہو۔

جناب سپیکر: ملازمین کے متعلق بھی انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ "صوبہ پنجاب میں پانی سٹور کرنے کے کل کتنے ڈیم ہیں"؟ جواب میں فاضل وکیل صاحب فرماتے ہیں۔

جناب سپیکر: وکیل صاحب نہیں بلکہ وزیر صاحب ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: Sorry وکیل صاحب نہیں وزیر صاحب لیکن وہ اس وقت محکمہ کی وکالت کر رہے ہیں اور میں ثابت کروں گا کہ ان کی وکالت اصل حقائق سے مطابقت نہیں رکھتی۔

جناب سپیکر: وہ محکمہ کے انچارج ہیں، وکالت کی بات نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے صوبہ پنجاب کے صرف پوٹھوہار ایریا کا جواب دیا ہے total پنجاب کا نہیں دیا تو کیا پورے پنجاب میں صرف اور صرف 49 ڈیموں میں ہی پانی سٹور ہو رہا ہے اور اگر اس کے علاوہ پورے پنجاب میں ڈیم ہیں تو ان کی پانی سٹور کرنے کی capacity کتنی ہے اور کیا اس پانی کی utilization میں کہیں بجلی بھی بن رہی ہے اور اگر بن رہی ہے تو کتنے میگاواٹ بن رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! mini اور small ڈیم پوٹھوہار کے علاقے میں بن رہے ہیں اور پنجاب میں کہیں اور زیر تعمیر نہ ہیں اور ان میں سے کہیں پر بھی کوئی بجلی پیدا نہیں ہو رہی۔ Southern Punjab میں کوئی ایسا بند نہیں ہے جہاں پانی سٹور کر کے سیرابی کے کام لایا جا سکے۔ پوٹھوہار کے علاقے میں زمین کافی زرخیز ہے جبکہ وہاں نہری نظام بھی موجود نہیں ہے اس لئے بارشی پانی جمع کر کے ڈیم کے ذریعے زمین کو سیراب کر کے زیر کاشت لایا جاتا ہے۔ پوٹھوہار کے علاقے میں ان ڈیموں سے مجموعی طور پر تقریباً 50 ہزار ایکڑ اراضی سیراب ہو گی۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس پر تین سوال ہو چکے ہیں اس لئے آپ تشریف رکھیں اور خود بھی محنت کیا کریں۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انتہائی اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے اتنی خطیر رقوم سے یہ ڈیم بنائے ہیں تو کیا ان علاقوں کا حق نہیں ہے جہاں پر پانی کی کمی ہو

رہی ہے۔اگر وہاں پر hilly side جیسے ڈیم نہیں بن سکتے تو کیا حکومت پنجاب یا محکمہ آبپاشی کا ہمارے دریاؤں پر جہاں پانی نہیں رہا وہ low head ڈیم بنانے کا کوئی ایسا منصوبہ ہے تاکہ وہاں زیر زمین پانی کی سطح کو improve کیا جاسکے جن میں میرا ضلع پاک پتن بھی شامل ہے جہاں زیر زمین پانی کی سطح نیچے جانے کی وجہ سے غریب آدمی کو صاف پانی نیچے سے نہیں مل رہا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اسی سوال سے متعلق بات کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ صرف اسی علاقے کو کیوں focus کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور اس کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔میرے سوال کا نمبر 6005 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مغل پورہ ورکشاپ لاہور کا قیام و دیگر تفصیلات

*6005: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ کے قیام کے مقاصد کیا تھے نیز یہ ورکشاپ کتنے رقبہ پر قائم کی گئی تھی؟

(ب) اس وقت ورکشاپ میں کون سی مشینری کس تعداد میں اور کس حالت میں موجود ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ورکشاپ کے رقبہ پر دکانیں اور دفاتر قائم ہیں، اگر ہاں تو مکمل تفصیل مع رقبہ ایکڑوں میں، دکانوں اور دفاتر کی تعداد سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس کے مقاصد میں بیراجوں، ہیڈورکس، ریگولیٹر وغیرہ پر نصب کئے جانے والے آہنی دروازے اور ان سے متعلقہ مشینری نئے سرے سے بنانا اور اس کی مرمت شامل ہے۔یہ ورکشاپ 6.6 ایکڑ رقبہ پر قائم کی گئی تھی۔

(ب) اریگیشن مغلپورہ ورکشاپ میں کل مشینری (چالو اور ناکارہ) کی تعداد اور تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مغل پورہ ورکشاپ کے رقبہ پر کوئی دکانیں قائم نہ ہیں ماسوائے سرکاری دفاتر کے جن کو XEN حضرات اور ان کا متعلقہ عملہ استعمال کرتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جز(الف) میں مقاصد بیان کئے گئے no doubt بہت ہی اہم ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ بیراجوں، ہیڈورکس اور ریگولیٹر وغیرہ پر نصب کئے جانے والے آہنی دروازے اور ان سے متعلقہ مشینری نئے سرے سے بنانا اور ان کی مرمت کرنا کام ہے"۔ جواب کے مطابق یہ "ورکشاپ ہمارے نہری نظام میں بہت ہی کلیدی کردار ادا کر رہی ہے" لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ تمام ہیڈورکس پر لوہے کے نصب شدہ گیٹوں کی کبھی مرمت ہوتی ہے، نہ انہیں کبھی تبدیل کیا جاتا ہے جبکہ ان کی خستہ حالی کی وجہ سے پانی بھی بہت زیادہ ضائع ہوتا ہے۔ اپر جہلم اور لوئر جہلم کینال کے مختلف ہیڈورکس پر نصب کئے گئے گیٹ بہت ہی خستہ حالت میں ہیں تو وزیر موصوف مجھے بتادیں کہ اس ورکشاپ میں ان گیٹوں کو لا کر مرمت کیوں نہیں کیا گیا یا انہیں تبدیل کیوں نہیں کیا گیا کیونکہ اس سوال کا جواب 2010 میں آیا ہے اگر یہ ورکشاپ مرمت کرتی ہے تو اپر جہلم اور لوئر جہلم کے ہیڈورکس کے لگے ہوئے گیٹ جن کی بہت ہی بُری حالت ہے، کو تبدیل کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ورکشاپ 1928 میں قائم ہوئی تھی جو کہ بہت اہم ورکشاپ ہے اور بہت ہی اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اس ورکشاپ کا بنیادی مقصد ہی یہ تھا کہ ہیڈورکس پر آہنی گیٹ اور باقی اشیا کی فوری مرمت کی جائے۔ وہاں پر مختلف علاقوں میں ہیڈورکس ہیں جیسے ہماری معزز ممبر خاتون نے فرمایا ہے تو اس ورکشاپ کا کام یہی ہے۔ یہ ٹیکنیکل کام ہے اور جہاں جہاں پر کام کیا ہے اس کے متعلق میں بتادیتا ہوں کہ اس ورکشاپ نے تمام اہم ہیڈورکس، تونسہ بیراج، بلوکی، سلیمانکی، پنجند، اسلام، جناح، تریموں، خانکی، سدھنائی اور مرالہ ہیڈز وغیرہ کے مکینیکل گیٹ، آلات اور پرزہ جات کی تیاری اور مرمت میں قابل قدر کام کیا ہے۔ اب ان ہیڈورکس کے انچارج ایکسیئن نے ٹیکنیکل طور پر دیکھنا ہے کہ اگر کہیں کوئی fault ہے، اس کی مرمت درکار ہو تو وہ deposit پر کام کرتے ہیں، پیسے جمع کروا دیتے ہیں اور ورکشاپ ان کو مرمت کرکے دے دیتی ہے۔ ایک remolding اور ایک rehabilitation ہوتی ہے۔ جب بہت بڑا کام ہو پھر rehabilitation ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جیسے جناح بیراج بہت پرانا ہے تو اس کی remolding ہوتی ہے۔ گیٹ بنانے کے کام یا اس سے متعلقہ مشینری کی جو repairing ہوتی ہے اس کے لئے یہ ورکشاپ بہت ٹھوس کام سرانجام دے رہی ہے۔

جناب سپیکر: اپر جہلم کا بھی بتادیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے جہاں کام کئے ہیں اس کی میرے پاس لسٹ ہے۔ میں نے جس طرح عرض کیا ہے کہ متعلقہ ایکسیئن اپنی demand پیش کرتا ہے جب demand پیش کی جاتی ہے تو یہ فوراً بنا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو ساری باتیں کی ہیں میں تو یہ خود مان چکی ہوں کہ یہ ورکشاپ اہم کردار ادا کر رہی ہے۔۔۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے اس کی detail لی ہے۔ مغل پورہ ورکشاپ کا نمبر 39.59 ہے۔ ان کے جواب نمبر بنے ہوئے ہیں اور یہ مورخہ 21-05-2006 کو ایکسیئن اپر چناب کینال شیخوپورہ نے گیٹ تعمیر کروائے ہیں۔ یہ کام 34 لاکھ 65 ہزار روپے کی لاگت سے کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب محترمہ کی بات غور سے سنیں اور جواب دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کی بات شروع کب ہوتی ہے، ختم کب ہو جاتی ہے مجھے تو پتا نہیں چلتا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایک تو میں نے اپر جہلم اور لوئر جہلم کا ذکر کیا تھا۔ اسی طرح خوشاب اور میانوالی میں جو مہاجر کینال کے ہیڈورکس ہیں ان کے بارے میں بھی پوچھا تھا کیونکہ یہ آہنی گیٹ کا ذکر کر رہے ہیں۔ میں نے ان کو چار جگہیں point out کر دی ہیں۔ یہ یہاں پر بھی ذرا مہربانی فرمالیں کیونکہ یہاں پر جو آہنی گیٹ لگے ہوئے ہیں وہ اس حالت میں نہیں ہیں۔ ان کو یا تو تبدیل ہونا چاہئے یا ان کی مرمت ہونی چاہئے۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ وہاں کا ایکسیئن فیصلہ کرتا ہے۔ چونکہ اس سے پانی ضائع ہوتا ہے اس لئے وہ تمام کاشتکار اس کے متاثرین ہیں۔ اگر ایکسیئن کو ایک چیز نظر نہیں آ رہی ہے تو کیا محکمے کے پاس کوئی ایسا mechanism موجود ہے کہ جو پانی ضائع ہو رہا ہے اس کو روکا جاسکے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایکسیئن کے اوپر ایس ای ہے اور اس کے اوپر چیف انجینئر ہے۔ ابھی پچھلے دنوں یہاں پر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کی سپیشل رپورٹ منگوالیں کیونکہ انہوں نے نشاندہی کی ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے نوٹ کر لیا ہے اور میں رپورٹ لے لیتا ہوں۔ اگر کچھ اس طرح کا معاملہ ہوا تو پھر اس کی مرمت کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے مجھے ایک تفصیل فراہم کی ہے۔ میں نے پوچھنا تھا کہ اس وقت ورکشاپ میں کون سی مشینری کس حالت میں ہے اور کتنی تعداد میں موجود ہے؟ ان کے محکمے نے یہ تفصیل دی ہے اور انہوں نے ٹرک، جیپ وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ اس میں کل چار عدد ہیں جبکہ تین عدد ناکارہ ہیں۔ جو ورکشاپ میں ناکارہ چیزیں پڑی ہوئی ہیں تو یہ ٹھیک کیوں نہیں کر لیتے اور ان چیزوں کو ٹھیک کرنے میں ان کو کون سی ایسی غیبی قوت کی مدد چاہئے جو ان کے پاس نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مورخہ 04-11-2011 کو ہم نے مشینیں auction کی ہیں اور ان کی قیمت 70 لاکھ 32 ہزار روپے بنتی ہے۔ اس میں کل 17 آئٹمز ہیں جن کی تفصیل موجود ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس تفصیل کے مطابق کوئی ایک ایسی آئٹم نہیں ہے جس میں ناکارہ چیزوں کا ڈھیر نہ لگا ہو۔ ایک عدد ورکشاپ ہے اس میں کوئی تو ایسی چیز ہو گی جس کو repair کر کے دوبارہ قابل استعمال بنایا جا سکتا ہو؟

جناب سپیکر: اس میں کوئی repair کے قابل ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ورکشاپ میں ان کو مرمت کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ سیمل کامران کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6006 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم کا فارمولہ و دیگر تفصیلات

*6006: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم کا فارمولہ کیا ہے؟

(ب) اپر چناب کینال اور لوئر چناب کینال میں پانی کی تقسیم کس بنیاد پر کی جاتی ہے، نیز وارہ بندی پروگرام کی آگاہی کن افراد کو مہیا کی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ کے غریب کسانوں کو پانی کی تقسیم فارمولہ کے تحت نہیں ہو رہی؟

(د) کیا حکومت پنجاب فارمولہ کے تحت منصفانہ طور پر پانی کی تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم Average Water Uses (1977-82) کی بنیاد پر کی جاتی ہے.

(ب) اپر چناب کینال اور لوئر چناب کینالز سسٹم پر پانی کی تقسیم واٹر اکارڈ میں دی گئی allocation کے مطابق کی جاتی ہے۔

وارابندی پروگرام متعلقہ کینال آفیسران کے دفاتر کے باہر چسپاں کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ دیگر نمایاں مقامات پر بھی یہ پروگرام چسپاں کر دیا جاتا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ لوئر چناب کینال میں سے جھنگ ڈویژن کو موصولہ حصہ بمطابق منظور شدہ ترجیحی پروگرام کے تحت پانی چھوڑا جاتا ہے۔ کسی نہر یا ضلع کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا ہے۔

(د) پانی کی تقسیم پہلے بھی منصفانہ طریقے سے کی جاتی ہے اور آئندہ بھی کی جائے گی اور جہاں کسی قسم کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے تو اس کے خلاف سخت ایکشن لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے قابل احترام منسٹر صاحب سے پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم کا فارمولا پوچھا تھا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ میں نے جھنگ کا پوچھا تھا کہ کیا جھنگ میں لوگوں کو منصفانہ طریقے سے پانی مل رہا ہے؟ میں دوبارہ پھر وہی ذکر کروں گی کہ یہ دونوں نہریں جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے اپر چناب اور لوئر چناب۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہیڈ ور کس پر کتنے کیوسک پانی چھوڑا جاتا ہے اور ان کا جو کمانڈ ایریا ہے اس کا کل رقبہ کتنا ہے؟ جز (ب) اور جز (ج) میں بھی اپر چناب کینال اور لوئر چناب کینال کا ذکر ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ تقسیم منصفانہ طریقے سے ہے

اور اکارڈ کے مطابق تقسیم کرتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ دونوں کینال کے ہیڈورکس پر کتنے کیوسک پانی چھوڑا جاتا ہے اور ان کے کمانڈ ایریا میں کل کتنا رقبہ ہے؟

جناب سپیکر: کمانڈ ایریا کے رقبہ کا بتانا تو مشکل ہے، میرا خیال ہے کہ یہ نہیں بتا سکیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ competent Minister ہیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اپر چناب جہلم کا ڈسچارج 2.215 کیوسک ہے اور لوئر چناب جہلم کا 7.075 کیوسک ہے۔ یہ ربیع اور خریف کا علیحدہ علیحدہ ہے۔ جھنگ برانچ کا ڈسچارج 3700 کیوسک ہے۔ اپر چناب کا 1.609 ملین ایکڑ فٹ پانی ہے اور لوئر چناب کا 3.97 ملین ایکڑ فٹ پانی ہے۔ جھنگ برانچ کا 3700 کیوسک پانی ہے۔ یہ معلومات مجھے محکمے نے دی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی۔ پلیز، آپ مجھے explain کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی، میں اپنی ہار تسلیم کرتی ہوں، میں اگلا سوال کیا کروں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جہاں تک پانی کی فراہمی ہے اس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ دو سسٹم ہیں ایک اپر اور دوسرا لوئر چناب کینال ہے۔ میرے پاس پورے مہینے کا شیڈول ہے۔ پانی کی جو کمی آ رہی ہے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! محترم منسٹر صاحب کے منہ سے تھوڑی سی سچائی نکل گئی انہوں نے خود کہا ہے کہ پانی کی کمی آ رہی ہے اور میرا ابھی یہی موقف ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ پانی کی منصفانہ تقسیم ہو رہی ہے اور کہیں پر کوئی مسئلہ نہیں ہے حالانکہ وہاں پر پانی کی کمی آ رہی ہے چونکہ منسٹر صاحب نے مان لیا ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔ اگلا سوال جناب آصف بشیر بھاگٹ کا ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! سوال نمبر 6231 ہے۔(معزز ممبر نے جناب آصف بشیر بھاگٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع منڈی بہاؤالدین، پانی چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*6231: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ آبپاشی کے سال09-2008 کے دوران کل کتنے پانی چوری کے مقدمات درج ہوئے،ان پر کیا کیا کارروائی کی گئی، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع ہذا میں پانی چوری کرنے والے افراد میں سرکاری اہلکار بھی ملوث پائے گئے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں سال09۔2008 کے دوران310 مقدمات درج ہوئے۔مزید برآں252 افراد کو عدالت کی طرف سے جرمانہ کیا گیا اور محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے ایک کروڑ90 لاکھ روپے تاوان لگایا گیا۔

(ب) ضلع ہذا میں کسی سرکاری اہلکار کے پانی چوری میں ملوث ہونے کی تصدیق نہ ہوئی ہے۔اگر کوئی اہلکار پانی چوری میں ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ تو بتایا گیا ہے کہ محکمے کی طرف سے ایک کروڑ 90 لاکھ روپے تاوان لگایا گیا مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ عدالت کی طرف سے کتنا جرمانہ ہوا؟ 252 افراد کو عدالت نے جرمانہ کیا اس کی تفصیل انہوں نے نہیں بتائی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ اس کی تفصیل پوچھ رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! تمام مقدمات کے چالان عدالت میں پیش کر دیئے گئے ہیں، یہ عدالت میں زیر سماعت ہیں لیکن ابھی ان کے فیصلے نہیں ہوئے ہیں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! انہوں نے خود بتایا ہے اور آپ پڑھ سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے کہا ہے کہ ایک کروڑ90 لاکھ روپے تاوان لگایا گیا۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): ایک کروڑ 90 لاکھ روپے تاوان کی رقم ہے جو جرمانہ کے ذریعے وصول کی گئی۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! یہ خود بتا رہے ہیں کہ 252 افراد کو عدالت کی طرف سے جرمانہ کیا گیا ہے۔ یہ ابھی خود بتا رہے ہیں اور ان کے محکمے نے یہ جواب دیا ہے۔ جو محکمے کی طرف سے جرمانہ ہوا اس کا تو پتا چل گیا لیکن جو جرمانہ عدالت کی طرف سے ہوا اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کیا ہے کہ تمام مقدمات کا چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے اور عدالت میں کیس ابھی decide نہیں ہوئے۔

جناب وسیم افضل گوندل: decide ہوا ہے تو جرمانہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ جرمانہ انہوں نے محکمے کی طرف سے کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ کیس عدالت میں ابھی زیر التواء ہیں۔ یہ عدالت میں ابھی pending ہیں۔۔

جناب وسیم افضل گوندل: اس میں pending نہیں لکھا ہوا ہے۔ اگر انہوں نے pending لکھا ہوتا تو میں مان لیتا کہ یہ pending ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں۔

جناب وسیم افضل گوندل: وہ تو کہہ رہے ہیں لیکن انہوں نے یہاں لکھ کر دیا ہوا ہے اس کا میں کیا کروں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمے نے مجھے یہی کہا ہے کہ زیر سماعت ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! پھر محکمے نے غلط کہا ہے اور یہ محکمے کی ناکامی بنتی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کو پہلے سوال کرنے دیں جنہوں نے سوال کیا ہے۔ وزیر موصوف صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ پھر محکمہ والوں نے عدالت والا معاملہ لکھا کیوں نہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! sorry. یہ میں بتاتا ہوں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! یہ اتنا بڑا محکمہ ہے ان کو سمجھ نہیں آتی کہ کون سا افسر کون سے گریڈ کا ہے؟ منسٹر صاحب میرے بزرگ ہیں ان سے مجھے کوئی گلہ نہیں ہے لیکن محکمہ کو دیکھیں ان کو ہوش نہیں ہے کہ وہ اپنے معزز منسٹر صاحب کو غلط جواب دے رہے ہیں اور یہاں پر نہ محکمے کے سیکرٹری صاحب آئے ہوئے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک جرم میں دو سزائیں پاکستانی قانون کے تحت کیسے دی جاسکتی ہیں کہ محکمہ بھی سزا دے اور عدالتیں بھی سزا دیں اور یہ دونوں باتیں آئین اور قانون کی خلاف ورزی ہیں۔ اگر محکمہ نے ان کو جرمانہ کرلیا ہے اور تاوان لگا دیا ہے تو یہ عدالت میں کیوں بھیجیں؟ اگر عدالت نے سزا دینی ہے پھر یہ محکمے نے سزا کیوں دی ہے، کیا ایک جرم کی دو سزائیں ہو سکتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ بات کر رہے ہیں، پہلے ان کی بات سن لیں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! پہلے میرے سوال کا جواب دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس جواب موجود ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک ضلع میں ایک کروڑ 90 لاکھ روپے کا تاوان عائد کیا گیا وہ ایک بھاری رقم ہے، باقی کورٹ کیس کے سلسلے میں میرے پاس تفصیل موجود ہے اور اگر وہ چاہیں تو میں اپنے بھائی کو دکھا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محکمہ نے یہ تاوان کیا ہے اور جرمانہ ڈالا ہے تو وہ اس کے خلاف عدالت میں گئے ہیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سیکشن (33) کے تحت۔۔۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! آپ بھی زمیندار ہیں اور آپ کو سارا پتا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ 252 افراد کو عدالت کی طرف سے جرمانہ کیا گیا ہے اور وہ انہوں نے نہیں لکھا باقی یہ اسی سوال میں کہتے ہیں کہ ایک کروڑ 90 لاکھ روپے تاوان لگایا گیا ہے۔ یہ اتنا بتادیں کہ اس میں سے recovery کتنی ہوئی ہے؟ تاوان لگایا تو ضرور گیا ہے۔ اس پر آپ ایک کمیٹی بنائیں یہ محکمہ کی بڑی نااہلی ہے کہ وہ اپنے وزیر موصوف کو یہاں شرمندہ کرواتے ہیں، ان افسروں کا کیا فائدہ اگر یہ صحیح جواب نہیں دے سکتے

تو یہ جا کر پھر گھر بیٹھیں۔ یہ یہاں آکر باتیں کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہاں ہم ان کے پاس جائیں اور یہ کہتے ہیں کہ میرٹ میرٹ تو یہ کس چیز کا میرٹ ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پانچ منٹ میں یہ دوسرا غلط جواب آیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، ان کو بولنے دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، سوال کبھی pending ہوتے ہیں، آپ کیا کرتے ہیں، آپ کو اس کا صحیح جواب لے کر آنا پڑے گا اور ہاؤس کو بتانا پڑے گا۔ کتنے دن میں آپ اس کا صحیح جواب دیں گے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مجھے جو جواب ملا ہے میرے پاس موجود ہے اور میں بتا سکتا ہوں اگر اس پر تسلی نہیں ہوتی تو میں ان کو تسلی کرا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ ان کے جو نااہل اور ناکام افسروں نے جواب دینا ہے تو وہ منسٹر صاحب نے بتا دینا ہے۔ منسٹر صاحب کا تو مسئلہ نہیں ہے، مسئلہ تو ان نالائقوں کا ہے یہ جو اس محکمہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف! آپ کیا جواب دینا چاہتے ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! کیا اس محکمہ کا سیکرٹری یہاں آیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، آئیں گے ضرور آئیں گے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! نہیں آیا ہوا، نہیں بیٹھا ہوا۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آج ان کی سپریم کورٹ میں پیشی تھی۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! اگر ان کی سپریم کورٹ میں پیشی تھی تو کیا سپریم کورٹ مقدس ہے یا یہ ایوان مقدس ہے؟ یہ ایوان مقدس ہے، [*****] ان سیکرٹریوں کا جس کو دل کرے یہ مقدس بنا دیتے ہیں اور یہ ایوان مقدس ہے۔

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1091 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ بھی ذرا کچھ بات حساب کتاب سے کریں، سپریم کورٹ کے بارے میں ایسا کہنا اچھا نہیں ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر![*****]

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی بات کریں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! یہ ایوان مقدس ہے[*****]

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی، اگر آپ نہیں مانتے تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! یہ ایوان مقدس ہے یا سپریم کورٹ مقدس ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، یہ بات نہیں ہے، آپ اس بات کو چھوڑیں آپ اپنی بات کریں اور سوال سے متعلقہ بات کریں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! جہاں سپریم کورٹ کی بات آئی وہاں سب کچھ ختم ہو گیا، مجھے میرے سوال کا جواب چاہیئے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! دیکھیں! صرف ایک منٹ، I am on point of order

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سپریم کورٹ کی بابت اس ایوان کے اندر جو بات ہوئی ہے اس کو حذف کرایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کے متعلق آرٹیکل بھی ہے آپ پڑھیں ذرا، مہربانی کریں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! نااہل ہی ہو جاؤں گا تو کیا ہو گا؟ گھر جا کر زمیندارہ کر لوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ سیدھی بات کریں، آپ نے جو بات پوچھنی ہے وہ question put کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1091 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! kindly وہ الفاظ حذف کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ کی مہربانی۔ میں نے پہلے بات کر لی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سپریم کورٹ کے بارے میں اس قسم کی بات نہیں ہو سکتی کہ وہ غیر مقدس ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی، میں نے کہا ہے کہ یہ ایوان مقدس ہے۔

جناب سپیکر: جی، بیشک اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: سپریم کورٹ کی بابت فاضل ممبر نے کہا ہے کہ وہ غیر مقدس ہے اور وہ مقدس نہیں ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا ہے، میں نے کہا ہے کہ یہ ایوان مقدس ہے۔

جناب سپیکر: اگر وہ ایسے الفاظ ہیں تو ان کو حذف کر دیا جائے۔ جی، آپ تشریف رکھیں۔

جناب وسم افضل گوندل: جناب سپیکر! ایسے کہہ کر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہتے ہیں ایسے کہہ کر چلے جاتے لیکن ان کا پتا کرنا پڑے گا کہ آیا گئے بھی ہیں یا نہیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دے دوں۔

جناب سپیکر: جی، جواب دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر کوئی قصوروار ہوا تو کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، آرام سے ذرا۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر غلط جواب آیا ہے تو جو ذمہ دار ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: میں نے اس سوال کو pending نہیں کیا، میں نے آپ کو یہ کہا ہے کہ آپ اس سوال کا مکمل جواب لے کر ہاؤس کو بتائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! آپ اس پر کمیٹی بنا دیں، بات جواب کی نہیں ہے بات اس ایوان کی ہے کہ اگر دس منٹ سے سارے سوالوں کے جواب محکمہ غلط دے رہا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ آپ اور ہم یہاں کیوں آتے ہیں؟ اگر اسی طرح محکمہ ہمیں غلط جواب دیتا رہے گا تو ہم یہاں کیا لینے آئیں گے؟ آپ اس پر کمیٹی بنا دیں، وزیر صاحب کی تو بات ہی نہیں ہے، بات تو اس نالائق محکمہ کی ہے، اس کے سیکرٹری، اس کے چیف اور ایکسیئن ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف صاحب! آپ کی request پر اس کو pending کرتے ہیں، آپ جواب لے کر within three days اس ہاؤس میں پیش کریں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس محکمہ کے تاوان لگانے کا جو اختیار ہے اس نام پر ہمارے کسانوں کا بہت زیادہ استحصال ہوتا ہے۔ اس نظام کو بدلنے کے لئے محکمہ کو توجہ دینا چاہئے، یہ گیارہ گنا، بیس گنا اور تیس گنا زمیندار کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! یہ کب جواب دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، within three days جواب دیں گے۔ اب اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! .On her behalf (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، .on her behalf

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جی، سوال نمبر 6303 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایکسیئن اریگیشن شاہپور ڈویژن کے زیر کنٹرول انہار اور بھل صفائی کی تفصیل

*6303: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایکسیئن شاہپور ڈویژن اریگیشن کے زیر کنٹرول کون کون سے مائنز، راجباہ اور انہار ہیں؟

(ب) ان انہار کی بھل صفائی پر سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران بھل صفائی مہم کے لئے مختص رقم سے کون کون سی اشیاء کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئیں؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران بھل صفائی کے لئے استعمال ہونے والی مشینری کے لئے پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم خورد برد کرنے کا انکشاف ہوا اور اس کے ذمہ داران کون کون سے ملازمین/افسران تھے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دوران سال 09۔2008 اور 10۔2009 شاہپور ڈویژن میں بالترتیب -/11,90,049 اور -/14,75,787 روپے نہروں کی بھل صفائی پر خرچ کئے گئے۔

(ج) سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران بھل صفائی منظور شدہ گورنمنٹ کنٹریکٹرز سے کروائی گئی بھل صفائی کی رقم سے کوئی دوسری چیز نہ خریدی گئی ہے۔

(د) سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران بھل صفائی کے لئے پٹرول/ڈیزل پر کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی۔

(ہ) اس کام میں کسی رقم کے خورد برد ہونے کا انکشاف ہوا ہے اور نہ ہی کوئی گورنمنٹ ملازم کسی خورد برد میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) کے جواب میں لکھا ہے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ ایوان میں تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: جی،زوبیہ رباب ملک صاحبہ تو خود آ گئی ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! وہ بعد میں enter ہوئی ہیں، سوال شروع ہو گیا تھا اگر وہ خود کرنا چاہتی ہیں تو کر لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے آپ سوال کر لیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ سوال کے جز(ب) میں لکھا ہے کہ دوران سال09۔2008اور10۔2009 شاہ پور ڈویژن میں بالترتیب -/1190049اور -/1475787 روپے نہروں کی بھل صفائی پر خرچ کئے ہیں اور جز(ج) میں آپ کہہ رہے ہیں کہ دوران سال 09۔2008اور10-2009 کے دوران بھل صفائی گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیداروں سے کرائی ہے اس لئے اس پر ہمارا کوئی خرچہ نہیں آیا تو وزیر موصوف صاحب ان دونوں کا مجھے فرق بتادیں کہ ایک میں کہہ رہے ہیں خرچ ہوا ہے اور جز(ج) میں کہتے ہیں کہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف صاحب! سوال کی جز(ب)اور(ج) بھی پڑھ لیں پھر اس کے بعد ان کو جواب دیں۔

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کیا سوال پوچھا ہے؟

سیدہ ساجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے ان سے سوال پوچھا ہے اور وہ جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں دوبارہ پوچھ لیتی ہوں اور دس دفعہ پوچھوں گی جب تک ان کو سمجھ نہیں آئے گی پوچھتی رہی ہوں گی۔ سوال کے جز(ب) میں لکھا ہے کہ دوران سال 09۔2008اور 10۔2009 شاہ پور ڈویژن میں بالترتیب -/1190049 اور -/1475787 روپے نہروں کی بھل صفائی پر خرچ کئے ہیں اور جز(ج) میں کہہ رہے ہیں کہ دوران سال 09۔2008اور 10-2009 کے دوران بھل صفائی گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیداروں سے کرائی ہے اس لئے اس پر ہمارا کوئی خرچہ نہیں آیا تو وزیر موصوف صاحب ان دونوں کا مجھے فرق بتادیں کہ ایک میں کہہ رہے ہیں خرچ ہوا ہے اور جز(ج) میں کہتے ہیں کہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان کا مقصد یہ تھا کہ محکمہ نے اس پر اپنی طرف سے کوئی خرچ نہیں کیا بلکہ کنٹریکٹ ہوا ہے اور ٹھیکیدار سے کام کرایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ اس پر اتنے پیسے خرچ ہوئے تو میں رقم پڑھ کر بتا دیتی ہوں کہ 11لاکھ 90ہزار اور 49روپے اور دوسری figure میں بتایا گیا ہے کہ 14لاکھ 75ہزار 787روپے خرچ ہوئے ہیں اسی طرح ایک دوسرے جز میں کہہ رہے ہیں کہ ان سالوں میں کچھ خرچ ہی نہیں ہوا۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس پر محکمہ کا کیا خرچ آیا ہے؟

جناب سپیکر: ان کا مطلب یہ ہے کہ فنڈز کسی اور طرف خرچ نہیں ہوئے بھل صفائی پر ہی خرچ ہوئے ہیں۔ محکمے نے اپنے طور پر خرچ نہیں کئے بلکہ Contractors کو ٹھیکہ دے دیا گیا انہوں نے ہی خرچ کئے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں کہ سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ ان سالوں کے دوران بھل صفائی مہم کے لئے مختص رقم سے کون کون سی اشیاء کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئیں؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس مقصد کے لئے کوئی اشیاء نہیں خریدیں گئیں بلکہ contract پر کام کروایا گیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! اس کا جواب صحیح نہیں آیا۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ ان کو بات کرنے دیں۔ آپ سمجھتی ہیں کہ جواب صحیح نہیں آیا میں سمجھتا ہوں کہ جواب درست ہے۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ آپ بات کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سال 09-2008، 10-2009 کے دوران بھل صفائی منظور شدہ گورنمنٹ کنٹریکٹرز سے کروائی گئی اور بھل صفائی کی رقم سے کوئی دوسری چیز نہ خریدی گئی ہے۔ اس سلسلے میں میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ منظور شدہ Contractors جن سے بھل صفائی کروائی گئی۔۔۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب والا!میں عرض کر رہی ہوں کہ منظور شدہ Contractors جن سے بھل صفائی کروائی گئی ہے ان کے نام و پتا جات بتائے جائیں،ان کی منظوری کون دیتا ہے اور ان کی منظوری کا طریق کار کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وہ نام و پتا جات پوچھ رہی ہیں اور یہ بھی پوچھ رہی ہیں کہ ان ٹھیکیداروں کی منظوری کون دیتا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!شاہ پور مائنر کی جو بھل صفائی کروائی گئی ہے اس کے Contractor کا نام زاہد اقبال ہے اور کائرہ ڈسٹری بیوٹری کا Contractor رانا ٹریڈرز ہے۔اس کے علاوہ الہ آباد سب مائنر کا Contractor بھی رانا ٹریڈرز ہے۔ شاہ پور ڈسٹری بیوٹری کا Contractor حاجی محمد اصغر خان،اچھرہ مائنر کا Contractor بھی حاجی محمد اصغر خان،چکلالہ مائنر کا Contractor مہر محمد ذاکر۔اسی طرح بسیرا مائنر کا Contractor زاہد اقبال،جہان آباد سب مائنز کا Contractor زاہد اقبال، مظفر مائنر کا Contractor رانا ٹریڈرز، حسین شاہ ڈسٹری بیوٹری کا Contractor حاجی محمد اصغر خان، سنیکا مائنر کا Contractor بھی حاجی محمد اصغر خان، میکن مائنز کا Contractor بھی حاجی محمد اصغر خان ہیں اور ایسٹرن فیڈر کے Contractor رانا ٹریڈرز ہیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب والا!انہوں نے Contractors کے نام تو بتا دیئے ہیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ ان کو منظور کیسے کیا جاتا ہے اس کا طریق کار کیا ہے اور اس کی منظوری کون دیتا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا!اس کو باقاعدہ اخبارات میں مشتہر کیا جاتا ہے اس کا ٹینڈر ہوتا ہے پھر جس کی lowest bid آتی ہے اس کو کام دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کی اتھارٹی کون ہے وہ بھی ان کو بتا دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا!اس کی اتھارٹی XEN ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: On her behalf سوال نمبر 6310 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔فیلڈ ریسرچ سٹیشن کی تفصیلات

*6310: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا لاہور میں موجود فیلڈ ریسرچ سٹیشن ٹھوکر نیاز بیگ میں موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس فیلڈ ریسرچ سٹیشن میں مختلف قسم کے تجربات کرنے کی لیبارٹری موجود ہے؟

(ج) ٹھوکر نیاز بیگ میں واقع ریسرچ سٹیشن میں کل کتنا سٹاف موجود ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیلڈ ریسرچ سٹیشن کے ادارے کی عمارت کو گرادیا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس فیلڈ ریسرچ سٹیشن کی جگہ پر لوگوں اور اس ادارے میں کام کرنے والے ملازمین نے اپنی ذاتی رہائش گاہیں بنالی ہیں، ایسا کس اتھارٹی کی اجازت سے کیا گیا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی، ہاں درست ہے۔

(ب) جی ہاں، فیلڈ ریسرچ سٹیشن میں مختلف تجربات اور ریسرچ ورک کے لئے لیبارٹری موجود ہے۔

(ج) اس ریسرچ سٹیشن پر اس وقت 18 افراد کا سٹاف موجود ہے

(د) یہ درست نہ ہے۔ فیلڈ ریسرچ سٹیشن کی عمارت نہ گرائی گئی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے ریسرچ سٹیشن کی جگہ پر ملازمین نے اپنی رہائش گاہیں بالکل نہ بنائی ہیں البتہ محکمہ آبپاشی پنجاب کے ملازمین وافسران کے لئے خالی جگہ پر سرکاری رہائشی کالونی تعمیر کی گئی ہے جس کی اجازت حکومت پنجاب نے دی ہے.

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب والا! اس سوال میں Irrigation Research Institute کی بات کی گئی ہے میں محترم وزیر سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ ریسرچ سنٹر کب بنا تھا؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب والا! میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ ریسرچ سنٹر کب بنا تھا اور کیا یہ جب سے بنا ہے اس سے محکمہ آبپاشی کو کوئی فائدہ ہوا ہے اور اگر فائدہ ہوا ہے تو ریسرچ سنٹر کے سٹاف کو increase کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف بتائیں کہ یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کب معرض وجود میں آیا اور اس سے کیا استفادہ حاصل کیا گیا؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ریسرچ سنٹر 1924 میں معرض وجود میں آیا تھا اس کے دو components ہیں دو شعبے ہیں ایک Hydraulic اور دوسرا Thesis کا ہے Hydraulic water کو deal کرتا ہے جس طرح آپ کا منگلا ڈیم بنا ہے، تربیلا ڈیم بنا ہے اور اسی طرح باقی جو ڈیم بنتے ہیں ان کو deal کرتے ہیں کہ پانی کی کیا situation ہے اور جو Thesis کا شعبہ ہے وہ soil کے بارے میں ریسرچ کرتا ہے۔ ٹھوکر نیاز بیگ پر ایک ریسرچ لیبارٹری ہے اور یہ 1924 میں معرض وجود میں آئی۔ یہاں پر دریاؤں، بندوں، بیراجوں، ڈیموں اور پلوں وغیرہ کے ڈیزائنوں کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں جتنے بھی بڑے بڑے ہیڈورکس بنے ہیں ان کی اسی انسٹیٹیوٹ میں ریسرچ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): On his behalf سوال نمبر 6871۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کو Per Thousand ایکڑ کیوسک پانی ملنے کا معاملہ

*6871: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کو کتنے کیوسک per thousand ایکڑ پانی مل رہا ہے اور سندھ کو کتنے کیوسک per thousand ایکڑ پانی مل رہا ہے؟

(ب) اگر پنجاب کو پانی پیداوار کے لحاظ سے سندھ سے کم مل رہا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں، آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب اور سندھ کی نہروں کے لئے مختلف واٹر الاؤنس (کیوسک فی ہزار ایکڑ) مختص ہیں جو نہروں کی تعمیر کے وقت مقرر کئے گئے تھے۔ پنجاب کی دوامی (سالانہ) نہروں کے لئے واٹر الاؤنس2.5تا4.2کیوسک ہےاور غیر دوامی (ششماہی) نہروں کے لئے2.93اور 6.36 کیوسک فی ہزار ایکڑہے جبکہ سندھ کی دوامی (سالانہ) نہروں کے لئے واٹر الاؤنس2.7 سے9.0کیوسک ہے اور غیر دوامی (ششماہی) نہروں کے لئے واٹر الاؤنس6.0تا 17.6کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے۔

(ب) پنجاب کی نہریں بہت پرانی ہیں اس لئے ان نہروں میں فی ہزار ایکڑ کیوسک پانی اُس وقت دریاؤں میں پانی کی دستیابی اور اُس وقت کی ضروریات کے مطابق مقرر کیا گیا تھا جبکہ سندھ کی نہریں نئی ہیں اور ان کا واٹر الاؤنس موجودہ پانی کی ضرورت پر مبنی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سکھر بیراج جس کی تعمیر پنجاب میں ستلج ویلی پراجیکٹ کے ساتھ 1932 میں مکمل ہوئی اس کی نہروں کا واٹر الاؤنس تقریباً پنجاب کی نہروں کے واٹر الاؤنس کے برابر ہے ماسوائے رائس کینال کے جو اس وقت سیلابی نہر تھی اور اس کا واٹر الاؤنس اس کے استعمال شدہ پانی کے مطابق مقرر رہا تاہم پانی کی موجودہ ضروریات کے مطابق پنجاب میں واٹر الاؤنس بڑھانے کی اشد ضرورت ہے لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب نئے ڈیمز تعمیر کرکے پانی کی دستیابی میں اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ یہ سوال per thousand acre کی تقسیم کے حوالے سے ہے۔ جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ 1932 میں نہریں مکمل ہوئی تھیں اور واٹر شیئرنگ بھی اسی حساب سے رکھی گئی ہے۔ اس میں دوامی اور غیر دوامی نہروں کی allocation بتائی گئی ہے جبکہ سندھ کی نہریں بعد میں بنیں اور ان کو زیادہ allocations دی گئی ہیں۔ 1991 کے Water Accord میں جس کے تحت ہم کہتے ہیں کہ پانی کی منصفانہ تقسیم ہو رہی ہے۔ اس وقت Accord کرتے ہوئے اس allocation کو کیوں نہیں بڑھایا گیا؟ 1932 میں پنجاب میں زیر کاشت acres بہت کم تھے آج ایک ایک انچ زمین زیر کاشت آچکی ہے۔ اس وقت ہمارا دوامی اور غیر دوامی کا یہ بڑا discriminatory system چل رہا ہے۔ ہم ایک زمیندار کو اس بات کی سزا دیتے ہیں کہ تم کیوں

اس area میں بستے ہو اور ایک دوامی area میں بسنے والا کم لاگت میں اپنی فصل تیار کرتا ہے جبکہ دونوں کی فصلات کو ہم ایک ہی ریٹ دیتے ہیں۔ میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ 1991 میں جب Water Accord ہوا تو اس وقت باقی صوبوں سے بات کرکے اس allocation کو بڑھانے کے لئے کوشش کیوں نہیں کی گئی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے بھائی چودھری صاحب نے Water Accord کی بات کی ہے جس میں یہ واٹر الاؤنس مقرر ہوئے تھے۔ میری یہ گزارش ہے کہ 1991 میں Water Accord ہوا تھا اس میں جو base بنائی گئی تھی وہ 1977 سے لے کر۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: پلیز خاموشی اختیار کریں۔ Order in the House.

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! 1977 سے لے کر 1982 تک کا ایک پیریڈ تھا اس کو base بنایا گیا تھا۔ پانی کے جو historical usage ہیں چاہے وہ پنجاب میں استعمال ہو رہا تھا یا جو اس وقت سندھ میں استعمال ہو رہا تھا اسی کو base بنا کر Water Accord بنایا گیا ہے۔ یہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ ہمارا تربیلا ڈیم 1976 میں مکمل ہوا تھا، اس کے اگلے سال سے یعنی 1977 سے لے کر 1982 تک کو ایک پیمانہ بنایا گیا اسی پر Accord کا base کیا گیا۔ اس وقت پنجاب کی نہریں چونکہ پہلے بنی تھیں تو ان کا water usage نہیں تھا اور جو پاکستان سے پہلے نہریں بنی تھیں ان کا usage کم ہونے کی وجہ سے واٹر الاؤنس بھی کم ہے۔ سندھ کی نہریں جو بعد میں بنی ہیں ان کا واٹر الاؤنس زیادہ رکھا گیا تھا۔ جہاں تک پانی کی تقسیم کا تعلق ہے اس میں ٹوٹل پانی کو تقسیم کیا گیا ہے اس پر یہ نہیں کیا گیا کہ کتنی نہریں کتنا پانی لیتی ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ استعمال کے اوپر Water Accord کیا گیا جبکہ میں کہہ رہا ہوں کہ وہ استعمال کے اوپر نہیں ہے بلکہ وہ available water پر ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ 1991 میں ہمارے محکمے نے اس امتیازی سلوک کو ختم کرنے کی کوئی کوشش کی؟ کیونکہ سندھ کی نہریں بعد میں بنی ہیں اس لئے ان کے لئے water allocation زیادہ کی گئی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی water allocation کیوں کم رہی؟ 1978 یا 1990 میں تو حقیقت ہی بدل چکی تھی۔ کیا ہمارے محکمہ نے اس چیز کو بنیاد بنایا تاکہ دوامی اور غیر دوامی نہروں میں per thousand acre ہمارے پانی کی بھی بڑھ سکے اور سندھ کے level پر آ سکے۔ آج سندھ پانی کی زیادتی کی وجہ سے تباہ ہو رہا ہے اور ہمارے

ہاں پانی availableنہیں ہے۔ ہمارے ہاں تو پانی underground water tableبھی کم ہو گیا ہے اور تیزی سے مزید نیچے جا رہا ہے اور آئندہ آنے والے دنوں میں پنجاب کے بہت سارے علاقوں میں زیر زمین پانی نہ ہونے کی وجہ سے پینے کا پانی بھی میسر نہیں ہو گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ ان basesکو ٹھیک کریں۔ اگر محکمے نے اس وقت یہ pointنہیں اٹھایا اب بھی ہم اس مسئلے کو Council of Common Interestمیں لے جا کر پنجاب کا point of viewپیش کر سکتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! اس سلسلے میں میری بھی گزارش تھی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب وزیر موصوف کو جواب دینے دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! پھر اس کے بعد مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

MINISTER FOR IRRIGATION (Malik Ahmad Ali Aulakh): Mr. Speaker! Council of Common Interest took notice of summary dated 20th March 1991 submitted by Ministry for Water and Power and accorded its approval with agreement un-apportionment of water of the Indus River System

اس میں ہمارے حصے مقرر کئے گئے ہیں اس کے مطابق پنجاب کے لئے خریف کا 37.07 shareاور ربیع کا 18.87 Shareہے ٹوٹل 55.94ہے یہ ہماری allocationہے اور اس Water Accordکے مطابق یہ ہمارا shareہے۔ سندھ کے لئے جو water allocationہے اس کے مطابق خریف کے لئے 33.94 اور ربیع کے لئے 14.82 ہے اور یہ ٹوٹل 48.76 سندھ کا share ہے۔ اس میں 1977 سے 1982 تک جو period تھا اسے بنیاد بنایا گیا ہے۔ میرے پاس پوری تفصیل موجود ہے اور میں تمام بھائیوں کو دکھا سکتا ہوں۔ چونکہ یہ agreed formulaہے اور Council of Common Interestنے اس کی منظوری دی ہے اس لئے اسے changeنہیں کیا جا سکتا۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، گپ شپ کے لئے لابی ہے، ہاؤس کے تقدس کا خیال کریں۔ مہربانی۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس Water Accordمیں دیا گیا ہے کہ اگر آئندہ کے لئے کوئی نئے storageبنتے ہیں تو پھر پنجاب اور سندھ کا حصہ 37/37 کے تناسب سے ہو گا لیکن جو پرانا ہے اس کی نگرانی ارسا کر رہا ہے اور وہ ایک وفاقی ادارہ ہے وہی اسے چلا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔کلو صاحب! سوال صرف ایک ہونا چاہئے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! جی ایک ہی سوال ہو گا۔ جس طرح منسٹر صاحب نے بتایا ہے اور اس سوال میں بھی ہے کہ water allowance مختلف علاقوں میں مختلف ہے جس طرح پنجاب کا سندھ سے کہیں کم ہے اور کبھی اسے revise بھی نہیں کیا گیا اور یہ چیز بھی سامنے آئی ہے کہ دوامی نہر اور غیر دوامی نہر کا معاملہ بھی ہے لیکن آج سے کوئی سات آٹھ سال پہلے محکمہ آبپاشی نے ایک فیصلہ کیا تھا اور انہوں نے پٹواری سسٹم ختم کر کے فلیٹ ریٹ آبیانہ لگا دیا تھا۔میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فلیٹ ریٹ آبیانے میں یہ چیز مدنظر رکھی گئی ہے کہ کس کو کتنا پانی مل رہا ہے اس حساب سے فلیٹ ریٹ لیں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ فلیٹ ریٹ اندھا قانون ہے کہ پانی نہیں مل رہا لیکن ہم آبیانہ دے رہے ہیں۔لہذا وزیر صاحب اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں کہ یہ فلیٹ ریٹ آبیانہ کن بنیادوں پر لگایا گیا، پانی کی ترسیل کو مدنظر رکھا گیا یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پانی کی تقسیم کے لئے ارسا Indus River System Authority ادارہ بنایا گیا ہے اور یہی پانی تقسیم کرتا ہے اور اس کا اتنا function ہے کہ یہ طے شدہ فارمولے کے مطابق صوبوں میں منصفانہ پانی تقسیم کرے۔جہاں تک میرے بھائی نے آبیانے کی بات کی ہے یہ صوبائی حکومت خود متعین کرتی ہے اور یہاں مطالبہ کیا گیا تھا کہ فلیٹ ریٹ مقرر کیا جائے چونکہ پہلے آبیانہ فصل پر تھا اور کاشتکاروں کو پٹواریوں کے پیچھے پھرنا پڑتا تھا تو یہ agreed formula بنایا گیا تھا کہ 85.50 روپے خریف میں اور 85.50 روپے ربیع میں یہ فلیٹ ریٹ بنایا گیا تھا اور یہ زمین پر ہے نہ کہ پانی کی تقسیم پر۔جتنی اراضی ہو گی فلیٹ ریٹ کے حساب سے اتنا آبیانہ ہو گا۔

ملک محمد وارث کلو: اگر یہ فلیٹ ریٹ زمین پر ہے تو پھر اس کا نام آبیانہ کیوں رکھا گیا ہے۔انہوں نے تو پانی کا آبیانہ لینا ہے اگر پانی نہیں دینا تو پھر زمین کا کیا مقصد ہے؟ منسٹر صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہ زمین پر لگایا گیا ہے لہذا اسے ختم ہونا چاہئے۔زمینداروں، کاشتکاروں کے ساتھ اتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے کہ پانی تو ہے نہیں لیکن آبیانہ فلیٹ ریٹ کے حساب سے وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ اس میں کوئی amendment لائیں تو آپ کے لئے بہتر ہو گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نہیں بلکہ اسی Water Accord اور water allocation کے بارے میں ایک چھوٹی سی تجویز ہے کہ کم allocation سے ہمارے پنجاب کے کسان کا جو استحصال ہو رہا ہے اس کے لئے ہماری حکومت پنجاب کو اپنے طور پر workout کر کے دوبارہ سے Council of Common Interest میں یہ معاملہ لے جانا چاہئے تاکہ پنجاب کے ساتھ جو امتیازی سلوک کیا جارہا ہے یہ ختم ہو سکے۔

جناب سپیکر: جب وقت آئے گا اس وقت یہ تجویز دیں۔جی محترمہ انیلہ اختر چودھری صاحبہ!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! On her behalf

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: آواز تو دونوں کی برابر آئی ہے۔ محترمہ! میرے خیال میں آپ نے پہلے سوال کر لیا ہے اس لئے اب ان کو کرنے دیں۔بڑی مہربانی۔

جناب اعجاز احمد خان: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 7021 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ انیلہ اختر چودھری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل چونیاں، پانی چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*7021: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 10-2009 کے دوران تحصیل چونیاں میں پانی چوری کے کتنے مقدمات تاریخ وار درج ہوئے، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے مقدمات زیر التواء ہیں اور کتنے مقدمات میں ذمہ دار افراد کو سزائیں ہوئیں؟

(ج) زیر التواء مقدمات کی تاخیر کی وجوہات کیا ہیں اور اس تاخیر کے کون ذمہ داران ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سال 10-2009 کے دوران تحصیل چونیاں میں پانی چوری کے بالترتیب 65 اور 127 مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 192 درج شدہ مقدمات میں سے 186 مقدمات کے چالان ہوئے جبکہ پانچ مقدمات خارج ہوئے اور ایک نامکمل چالان ہے۔

(ج) تاخیر نہ ہے، صرف ایک مقدمہ کا چالان آخری مراحل میں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ سال 10-2009 کے دوران تحصیل چونیاں میں پانی چوری کے کتنے مقدمات تاریخ وار درج ہوئے، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ پینسٹھ اور ایک سو ستائیس کی تعداد ہے اور سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کتنے مقدمات زیر التواء ہیں اور کتنے مقدمات میں ذمہ دار افراد کو سزائیں ہوئیں لیکن انہوں نے صرف اور صرف یہ کہا ہے کہ ایک سو چھیاسی کے چالان عدالت میں گئے ہیں، پانچ مقدمات خارج ہوئے ہیں اور جن کو سزا ہوئی ہے ان کی کوئی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔ جو جواب مانگا گیا ہے وہ نہیں دیا گیا لہذا وزیر صاحب بتائیں کہ کتنے لوگوں کو سزا ہوئی اور جو مقدمے خارج ہوئے ہیں کیا یہ عدالت سے خارج ہوئے ہیں یا عدالت سے پہلے خارج ہوئے کہ یہ مقدمات غلط تھے اور اگر یہ مقدمات غلط تھے تو محکمے کے جن ملازمین نے شریف شہریوں کے خلاف یہ جھوٹے مقدمات درج کرائے تھے کیا ان ملازمین کے خلاف دفعہ 182 کے تحت کوئی کارروائی کی گئی یا کوئی قلندرے عدالت میں گئے ہیں؟

جناب سپیکر: گزارش یہ ہے کہ کاش آپ کو کچھ کاشت کرنا پڑتا پھر اس کے بعد آپ یہ سوال کرتے تو آپ کو احساس ہوتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب! اس سوال کا جواب رہنے دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بس کریں۔ بڑی مہربانی، تکلیف دہ باتیں نہ کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! بڑا واضح سوال ہے اس کا جواب آنے دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کو بتائیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس تمام مقدمات کی تفصیل موجود ہے مثال کے طور پر ایک مقدمہ نمبر 9/42 ہے یہ فتح محمد کے خلاف ہے، برجی نمبر 37,38 فتح محمد کلاں موکل کنگن پور کا ہے اس میں مراتب علی اے ایس آئی نے تفتیش کی ہے چالان 2009-11-8 کو پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے آج تک فتح محمد دیکھا ہے، آپ کو پتا ہے کہ فتح محمد کس جگہ ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال نہیں کیا۔

جناب سپیکر: چلو مہربانی۔منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کے تمام مقدمات کے چالان عدالت میں پیش ہو گئے ہیں اور اب کیس عدالت میں زیر سماعت ہیں میرے پاس تمام کیسز کی فہرست موجود ہے، ایف آئی آرز بھی موجود ہیں اب عدالت نے فیصلہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ پانچ مقدمات خارج ہوئے ہیں میں نے ان سے پوچھا ہے کہ کیا یہ مقدمات دوران تفتیش خارج ہوئے یا عدالت نے خارج کئے ہیں؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایک مقدمہ نمبر 23/9، مقدمہ نمبر 287اور مقدمہ نمبر265چھانگا مانگا کے ہیں مقدمہ نمبر603 کنگن پور کا ہے اور مقدمہ نمبر212چھانگا مانگا کا ہے، ان کے تفتیشی محمد علی اور خالد ہیں اور یہ مقدمات تھانے میں خارج ہوئے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جب یہ مقدمات تھانے میں خارج ہوئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ کے ملازمین نے غلط مقدمات درج کروائے تھے تو کیا ان کے خلاف دفعہ 182 کی کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: کارروائی اپنے طور پر کر سکتے ہیں۔آپ کی مہربانی۔اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے
۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر7280۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ، لالو گڈر مائنر سے پانی کی فراہمی میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*7280: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ لالو گڈر مائنر کو پورا پانی نہیں مل رہا ہے اگر مل رہا ہے تو اس کی وارہ بندی کس طرح کی گئی ہے، فی ایکڑ کتنا پانی دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لالو گڈر مائنر کا پانی ٹیل تک نہیں پہنچ رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دھان کے سیزن میں لالو گڈر مائنز کے موگھوں کو افسران کی ملی بھگت سے بااثر افراد کے کہنے پر موگوں کا سائز بڑا کر دیتے ہیں اور سیزن ختم ہونے پر چھوٹا کر دیتے ہیں، حکومت اس مسئلے کا تدارک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لالو گڈر مائنز کو ہیڈ سے پورا پانی مل رہا ہے البتہ پانی کی کمی کی صورت میں منظور شدہ وارہ بندی پروگرام پر عمل کیا جاتا ہے اس راجباہ کا 5.50 کیوسک فی ہزار ایکڑ کے حساب سے نہری پانی منظور شدہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ محکمہ نے مانیٹرنگ کے لئے ایک سپیشل یونٹ (PMIU) کے نام سے بنا رکھا ہے جو وقتاً فوقتاً نہروں کا پانی اور موگھوں کا سائز چیک کرتا رہتا ہے اگر محکمہ کا کوئی اہلکار پانی چوری میں ملوث پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ تاہم اس راجباہ پر کوئی ملازم پانی چوری میں ملوث نہ پایا گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ لالو گڈر مائنز کو ہیڈ سے پورا پانی مل رہا ہے جبکہ صورتحال بالکل اس کے برعکس ہے آپ neutral team بھیج کر پتا کروا سکتے ہیں کہ وہاں بالکل پانی نہیں مل رہا اور محکمے کی طرف سے غلط جواب پیش کیا گیا ہے۔ وہاں پانی چوری بھی ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کا جواب تو دے دیا گیا ہے البتہ میں نے اس کو verify کرنے کے لئے ایک Inquiry Committee بنائی ہے۔ اس کمیٹی میں اس علاقے کا ای ڈی او زراعت شامل ہوگا اور ایک آدمی لاہور سے جائے گا۔ یہ کمیٹی inquiry کرے گی کہ اس کے facts کیا ہے؟ محکمہ کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اس میں پوری تفصیل موجود ہے جس کے مطابق جرمانے اور پرچے بھی ہوئے ہیں لیکن میں نے اس معاملے کے حقائق معلوم کرنے کے لئے inquiry کا حکم دیا ہے اور اس کی جو رپورٹ آئے گی اس بابت میں معزز ممبر کو آگاہ کر دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب اس بارے میں inquiry کرا رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ بتاتی چلوں کہ وہاں پر tail تک پانی نہیں پہنچ رہا اور کاشتکار شدید مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ اچھی بات ہے، یہ ضرور inquiry کرائیں اور اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل وہ اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔ اگلا سوال بھی محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 7281 (معزز ممبر نے محترمہ خدیجہ عمر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ، پانی چوری کی تفصیلات

*7281: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں لالو گڈر مائنر پر پانی دھان کے سیزن میں سے چوری ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بااثر لوگ محکمہ کے افسران کے ساتھ ملی بھگت سے پانی چوری کرتے ہیں؟

(ج) حکومت مذکورہ مسئلے کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ اگر کوئی زمیندار نہری پانی کی چوری میں ملوث پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی جاتی ہے جس میں پانی چوری کے خلاف مقدمہ درج کروایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ تاوان بھی عائد کیا جاتا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ اگر محکمہ کا کوئی افسر یا اہلکار نہری پانی کی چوری میں ملوث پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ تاہم اس راجباہ پر کوئی سرکاری ملازم پانی چوری میں ملوث نہ پایا گیا ہے۔

(ج) محکمہ پانی چوری کرنے والے زمینداروں کے خلاف کینال ایکٹ کی دفعہ 70,33,31 اور رولز 33,32 کے تحت کارروائی کرتا ہے اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 430 کے تحت کارروائی کرتا ہے۔ مزید برآں پانی کی چوری کا جرم قابل ضمانت ہے، اسے ناقابل ضمانت بنانے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پھر وہی technical سی بات آ گئی ہے۔ سوال نمبر 7280 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "درست نہ ہے، لالو گڈر مائنر کو ہیڈ سے پورا پانی مل رہا ہے" جبکہ سوال نمبر 7181 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "پانی چوری ہو رہا ہے" تو میں ان دونوں جوابات میں سے کون سا جواب صحیح consider کروں؟

جناب سپیکر: آپ دونوں کو کر لیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ کہا گیا ہے کہ پانی کی چوری ہوتی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے لیکن پانی چوری میں ملوث لوگوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے، ان کو جرمانے کئے جا رہے ہیں اور ان کے خلاف پرچے بھی درج کئے جا رہے ہیں۔ کارروائی تو پہلے ہی ہو رہی ہے اور اب inquiry بھی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے inquiry کرائیں۔ اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سوال نمبر 7281 کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ہم تو اگلے سوال پر جا چکے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بڑا important question کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ important question کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ہمیشہ صحیح سوال ہی پوچھے ہیں۔ یہاں جواب میں تسلیم کیا گیا ہے کہ پانی چوری ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پانی چوری کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ مجھے یہ بتا دیں کہ کیا محکمہ کی ملی بھگت کے بغیر پانی چوری ہو سکتا ہے؟ یہ inquiry بھی خود ہی کرتے ہیں، چور بھی خود ہی ہوتے ہیں اور پھر جج بھی خود ہی بن جاتے ہیں۔ اس طریقے سے تو

یہ پانی کی چوری کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ محکمہ کی طرف سے جو کارروائی کی جاتی ہے وہ بالکل انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتی۔ مجھے بتادیں کہ 2009 سے اب تک محکمہ کے کتنے لوگوں کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی ہے؟ انہوں نے پہلے سوال کے جواب میں کہا ہے کہ محکمہ کا کوئی آدمی پانی چوری میں involve نہیں ہے۔ میں categorically کہتی ہوں کہ پانی کی چوری محکمہ کی ملی بھگت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات درست نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سالانہ نہیں بلکہ ایک ششماہی نہر ہے۔ خریف 2009 میں -/1,68,000 روپے جبکہ 2010 میں -/618223 روپے جرمانہ ہوا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا راجباہ ہے۔ میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ اگر inquiry میں کوئی اہلکار پانی چوری میں ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف ضرور کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! سوال نمبر 7328 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے ملک محمد جاوید اقبال اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لفٹ اریگیشن سکیم میانوالی خوشاب کی تفصیلات

7328*: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لفٹ اریگیشن سکیم میانوالی اور خوشاب کب شروع کی گئی؟

(ب) اس منصوبے پر گزشتہ پانچ سال میں کتنے اخراجات آئے ہیں ہر سال ہونے والے اخراجات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) اس منصوبے سے مذکورہ اضلاع میں کتنی کتنی زمین سیراب ہو رہی ہے؟

(د) کیا یہ سکیم اب بھی جاری ہے اس بجٹ میں اس کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہے اور اگر اتنی کثیر رقم خرچ کرنے کے بعد اب یہ سکیم بند کر دی گئی ہے تو کیا حکومت اسے دوبارہ کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع میانوالی اور ضلع خوشاب میں دو عدد لفٹ اریگیشن سکیمز شروع کی گئیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

(ا) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "اے" جس کی تاریخ اجراء 1990۔09۔12

(۲) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی" جس کی تاریخ اجراء 1993۔03۔9

(ب) ان منصوبہ جات پر گزشتہ 5سال کے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے

(ا)مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "اے"

1۔	2005۔06	1.781ملین روپے
2۔	2006۔07	0.990ملین روپے
3۔	2007۔08	2.870ملین روپے
4۔	2008۔09	2.788ملین روپے
5۔	2009۔10	2.824ملین روپے

(۲) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی"

1۔	2005۔06	24.461ملین روپے
2۔	2006۔07	2.858ملین روپے
3۔	2007۔08	4.000ملین روپے
4۔	2008۔09	NIL
5۔	2009۔10	0.257ملین روپے

(ج) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم (اے) سے کل 27068ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔ ضلع میانوالی کا 8047ایکڑ رقبہ جبکہ ضلع خوشاب کا 19021ایکڑ رقبہ سیراب ہو رہا ہے۔

(د) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم (اے) چالو حالت میں ہے جبکہ مہاڑ لفٹ سکیم (بی) جس کا تخمینہ لاگت PDWPنے 141.600ملین روپے مورخہ 2002۔05۔30کو منظور کیا کام مکمل نہ ہونے پر Sponsorsنے Revised 2ndپی سی۔(ون) جس کا تخمینہ لاگت 463.764 ملین تھا منظوری کے لئے PDWP مورخہ 2008۔06۔21کو پیش ہوا کیس تفصیلی discussionکے بعد اس بنیاد پر deferredہوا کہ:

The Sponsors were reluctant to ensure recovery of O&M charges from farmers in order to sustain warrant ability of the scheme. Therefore the project was deferred

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ میانوالی اور خوشاب کے علاقے کے لئے لفٹ اریگیشن سکیم شروع کی گئی ہے۔ یہ نہر جناح بیراج سے نکلتی ہے۔ اس سکیم کا نام "مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم" ہے اور یہ دو phases میں بنی ہے۔ Phase-B پر کافی کام ہوا لیکن وہ ابھی تک finally operative نہیں ہو سکی جبکہ Phase-A کے بارے میں جواب میں لکھا گیا ہے کہ یہ operative ہے جبکہ وہاں عملی طور پر کاشتکاروں کو ابھی تک پانی نہیں مل رہا البتہ ان سے فلیٹ ریٹ آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ یہ بہت زرخیز علاقہ ہے لیکن اس علاقے کو محکمہ irrigate نہیں کر رہا۔ منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ وہ اس رقبے کو irrigate کریں گے یا نہیں اگر کریں گے تو کب تک؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم واں بھچراں، شادیا، بندھیال، گنجیال، اُترا اور مٹھا ٹوانہ کے مواضعات کو سیراب کرتی ہے۔ ان کا سی سی اے 27060 ایکڑ ہے۔ محکمہ کی رپورٹ کے مطابق اس کی لمبائی دو میل ہے اور یہ سیراب کر رہی ہے۔ اگر کہیں پر کوئی مسئلہ ہے تو میں ملک وارث کلو کے ساتھ بیٹھ کر محکمہ کے افسران کی موجودگی میں اس بات کو ensure کروں گا کہ وہاں پر پانی فراہم کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سرگودھا۔ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6870: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی میں جنوری 2008 تا جنوری 2010 کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) محکمہ آبپاشی سرگودھا میں ملازمین کی تعداد کیا ہے ملازمین کے نام، عہدہ سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ آبپاشی میں جنوری2008 تا جنوری2010 کے کل اخراجات 29,582.893ملین روپے ہیں۔

(ب) سرگودھا اریگیشن زون، سرگودھا میں ملازمین کی کل تعداد6904 ہے ملازمین کے نام اور عہدوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب میں نہروں کی مرمت پر اخراجات کی تفصیلات

*7364: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

مالی سال10-2009 کے دوران پنجاب کی نہروں کی مرمت اور موگہ جات پر کل کتنے اخراجات آئے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

مالی سال10۔2009 کے دوران پنجاب کی نہروں کی مرمت اور موگہ جات پر کل اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے

1۔	بہاولپور زون	140.273ملین روپے
2۔	سرگودھا زون	153.531ملین روپے
3۔	لاہور زون	109.430ملین روپے
4۔	ملتان زون	108.142ملین روپے
5۔	ڈی جی خان زون	94.752ملین روپے
6۔	فیصل آباد زون	54.398ملین روپے
	کل اخراجات	660.526ملین روپے

فیصل آباد۔محکمہ آبپاشی کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*7478: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں محکمہ آبپاشی کے کتنے دفاتر اور کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں گریڈ ایک سے پندرہ تک کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ج) خالی اسامیوں پر بھرتی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے کے لئے اخبارات میں اشتہار دینے اور ان پر جلد از جلد بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ آبپاشی کے 28عدد دفتر ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ دفاتر میں سکیل نمبر01 سے لے کر15 تک کی کل اسامیاں3036 ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب کی طرف سے گریڈ05تا15 بھرتی پر پابندی ہے لیکن بیلداران کی بھرتی کی اجازت دی ہوئی ہے۔ محکمہ ہذا نے جولائی 2011 میں بھرتی کا آغاز کیا لیکن مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر بھرتی کو عارضی طور پر روکا ہوا ہے۔

1۔ ریکروٹمنٹcriteria برائے بھرتی (قواعد و ضوابط) سخت ہونے کی وجہ سے درخواست ہائے برائے بھرتی میں سے موزوں امیدوار کی تعداد کم رہی۔

2۔ محکمہ ہذا کی یونین نے یہ نکتہ اٹھایا کہ چوکیدار، مالی پٹواری اور کلرکس کی طرح بیلداروں کی بھرتی میں20 فیصد کوٹا محکمہ کے حاضر سروس اور ریٹائرڈ ملازمین سکیل01تا04کے بچوں کے لئے مختص نہ کیا گیا ہے۔اگرچہ باقی محکمہ جات میں نائب قاصد، چوکیدار وغیرہ کی اسامیوں میں حاضر سروس اور ریٹائرڈ ملازمین سکیل01تا04کا20 فیصد کوٹا ہوتا ہے۔

3۔ محکمہ ہذا مختلف عدالتوں میں سابقہ ادوار میں نامکمل رہنے والی بھرتی کی وجہ سے دائر شدہ مختلف مقدمات کوdefendکر رہا ہے۔

4۔ سرپلس ملازمین کی ایک بڑی تعداد محکمہ میں موجود ہے جن کوadjustکرنا ضروری ہے اس سلسلہ میں محکمہ ہذا نے متعلقہ چیف انجینئرز سے سرپلس ملازمین کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے لکھا ہوا ہے۔

بیلداروں کے ریکروٹمنٹ /criteria(قواعد وضوابط)تبدیل کرنے کی منظوری حاصل کی گئی ہے جو کہ اب notificationجاری کر دیا گیا ہے اور20 فیصد کوٹا برائے ملازمین کی منظوری بھی ہو چکی ہے لیکن سرپلس ملازمین کوadjustکرنے کے بعد باقی ماندہ خالی نشستوں پر جلد بھرتی شروع کر دی جائے گی۔

(د) جز(ج) میں دی گئی وجوہات کی بنا پرsurplusملازمین کیadjustmentکے بعد باقی ماندہ خالی نشستوں پر بھرتی کی جائے گی۔

ضلع وہاڑی، سیلاب سے متاثرین کی تفصیلات

*7522: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دریائے ستلج میں سیلاب آنے کی وجہ سے کس کس ضلع کی کتنی آبادیاں متاثر ہوئی ہیں؟

(ب) اس دریا کی وجہ سے ضلع وہاڑی کے کون کون سے دیہات / قصبہ جات / شہر متاثر ہوئے ہیں اوران کے کتنے لوگ متاثر ہوئے ہیں؟

(ج) اس دریا کی وجہ سے اس ضلع کے کتنے گھر سیلابی پانی میں بہہ گئے؟

(د) اس دریا کی وجہ سے اس ضلع میں کتنے ایکڑ پر کھڑی فصلیں متاثر ہوئیں؟

(ہ) اس ضلع میں حکومت نے متاثرین کی بحالی کے لئے کیااقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دریائے ستلج سے 10۔2009 میں سیلاب آنے کی وجہ سے ملتان اریگیشن زون ملتان کی حدود میں واقع کسی بھی ضلع کی آبادی متاثر نہ ہوئی ہے۔

(ب) اس دریا کی وجہ سے10۔2009 میں ضلع وہاڑی میں کوئی دیہات، قصبہ جات، شہر متاثر نہ ہوئے ہیں۔

(ج) 10۔2009 میں اس دریا کی وجہ سے ضلع وہاڑی کا کوئی بھی گھر سیلابی پانی میں نہ بہا ہے.

(د) 10۔2009 میں اس دریا کی وجہ سے اس ضلع وہاڑی میں کھڑی فصلیں متاثر نہ ہوئی ہیں۔

(ہ) اس دریا کی وجہ سے ضلع وہاڑی میں آبادی متاثر نہ ہوئی ہے لہذا متاثرین کی بحالی کے لئے کسی اقدام کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، سیلابی نالے اور ڈرینوں کی تفصیلات

*7523: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کون کون سے سیلابی نالے اور ڈرین ہیں ان کی لمبائی کتنی ہے اوران کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان ڈرین اور نالوں کی صفائی اور کھدائی کے لئے سال2008-09اور2009-10 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی، تفصیل ڈرین اور نالہ وائز بتائیں؟

(ج) حالیہ سیلاب کی وجہ سے ان ڈرین اور نالوں کی وجہ سے کتنا رقبہ اور کون کون سے دیہات متاثر ہوئے؟

(د) خان مسلم ڈرین کہاں سے نکلتی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے اس کی کل لمبائی کتنی ہے اور سال09-2008اور10-2009کے دوران اس کی صفائی / کھدائی پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں مختلف سیلابی نالے اور ڈرینز کی تعداد43ہے جن کی لمبائی389میل ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ڈرین اور نالوں کی صفائی اور کھدائی پر کل خرچہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

برائے سال09۔2008 مبلغ4.412ملین روپے

برائے سال10۔2009 مبلغ4.241ملین روپے

ڈرین اور نالہ وار خرچہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں سال09۔2008اور10۔2009میں کوئی سیلاب آیا اور نہ ہی کوئی رقبہ متاثر ہوا ہے.

(د) خان مسلم ڈرین خان مسلمان گاؤں سے شروع ہوتی ہے اور اشر کے ڈرین میں گرتی ہے اور اس کی کل لمبائی7.56 میل ہے اور اس کی صفائی / کھدائی پر سال 09۔2008اور 10۔2009میں کوئی خرچہ نہ ہوا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، سیلاب سے متاثر ہونے والے علاقہ جات کی تفصیلات

*7524:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حالیہ سیلاب کی وجہ سے ضلع گوجرانوالہ کا کل کتنا رقبہ کس دریا کے پانی کی وجہ سے متاثر ہوا اور کون کون سے شہر / قصبہ جات / گاؤں متاثر ہوئے؟

(ب) ان کا کتنا رقبہ دریا برد ہوا؟

(ج) اس ضلع میں کتنے ایکڑ رقبہ پر فصلیں تباہ ہوئیں اور کتنے کسان متاثر ہوئے؟

(د) حکومت نے ان کسانوں اور لوگوں کی بحالی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ہ) اس ضلع میں جو دریا بہتا ہے اس کے بند / پشتہ جات کی تعمیر / مرمت کب آخری مرتبہ کی گئی تھی اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی تھی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں کوئی سیلاب آیا ہے اور نہ ہی کوئی رقبہ متاثر ہوا ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(د) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ہ) مرالہ بیراج ڈویژن کی حدود میں کوئی spur یا بند ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں نہ ہے۔ تاہم خانکی ہیڈورکس پر سال 11-2010 میں پشتہ / بند کی مرمت پر 4.111 ملین روپے خرچ ہوئے تھے۔

ضلع سیالکوٹ کی حدود میں ندی نالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7542: رانا آصف محمود: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ کی حدود میں ندی / نالوں اور ڈرینوں کی تعداد اور نام بتائیں؟

(ب) ان نالوں اور ڈرینز کی سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران صفائی / کھدائی پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) ان نالوں اور ڈرینوں میں زیادہ پانی کی وجہ سے کل کتنے دیہات، شہر اور قصبہ جات متاثر ہوئے؟

(د) ان کا کل کتنے ایکڑ رقبہ زیر آب آیا اور کتنے ایکڑ پر کون کون سی فصلیں تباہ ہوئیں؟

(ہ) ان متاثرہ افراد / کسانوں کی حکومت نے کیا مالی اور دیگر مدد کی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ کی حدود میں ندی نالوں اور ڈرینوں کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان نالوں اور ڈرینوں کی صفائی اور کھدائی پر کی جانے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے

مالی سال	خرچہ ملین روپے
2008-09	6.581
2009-10	7.992

(ج) نالہ ڈیگ میں زیادہ پانی کی وجہ سے چار دیہات کا زرعی رقبہ متاثر ہوا ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ ٹیڑھا 2۔ وڑالہ
3۔ بندیال 4۔ پنڈی دیونیاں

(د) ان دیہات کا تقریباً 130 ایکڑ رقبہ زیر آب آیا۔اس رقبہ پر دھان کی فصل متاثر ہوئی۔

(ہ) متعلقہ نہ ہے۔

سرگودھا۔زرعی اراضی کو سیم اور تھور سے بچانے کی تفصیلات

*7549: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زمینداروں کے وسیع تر مفاد میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 11-2010 میں جی ایس 2248 اور ایس ایس 74 کے تحت سرگودھا ڈویژن کے 319 ٹیوب ویلوں کی دوبارہ ری بورنگ اور بحالی کے لئے 25 ملین روپے مختص کئے ہیں؟

(ب) اگر محکمہ آبپاشی نے اس سلسلہ میں کوئی کارروائی شروع کی ہے تو اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب نے زمینداروں کے وسیع تر مفاد میں سالانہ ترقیاتی پروگرام 11-2010 اے ڈی پی نمبر 2248 کے تحت 319 ٹیوب ویلز جن میں ٹیوب ویل آپریشن ڈویژن سرگودھا کے 291 اور آر کیو لنک کینال کے ساتھ ڈرینج ڈویژن منڈی بہاؤالدین میں 28 ٹیوب ویلوں کی ری بورنگ کے لئے 11-2010 میں 25.00 ملین روپے مختص کئے تھے لیکن تمام ٹیوب ویل گورنمنٹ پالیسی کے تحت غیر منافع بخش ہونے کی بنیاد پر ختم کر دیئے گئے تھے لہذا منصوبہ قابل عمل نہ رہا تھا۔

(ب) یہ منصوبہ قابل عمل نہ ہونے کی وجہ سے ختم کر دیا گیا ہے۔

ضلع سرگودھا۔سیلاب کی وجہ سے متاثر ہونے والے دیہات و شہروں کی تفصیلات

*7573: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں سیلاب کی وجہ سے کون کون سے گاؤں / شہر متاثر ہوئے ہیں؟

(ب) اس ضلع کا کتنے ایکڑ رقبہ سیلاب سے متاثر ہوا ہے؟

(ج) اس ضلع میں کس دریا کی وجہ سے سیلاب آیا؟

(د) اس دریا پر اس ضلع کی آبادی کو محفوظ بنانے کے لئے کس کس جگہ بند بنائے گئے ہیں یہ بند آخری دفعہ کب بنائے گئے تھے اور ان کی سالانہ مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ہ) کیا حکومت آئندہ اس ضلع کو اس دریا کے سیلابی پانی سے محفوظ بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا کی حدود میں سال 2010 میں جو گاؤں / شہر متاثر ہوئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2010 میں ایل جے سی سرکل سرگودھا میں کل 61,446 ایکڑ رقبہ متاثر ہوا۔

(ج) اس ضلع میں دریائے جہلم کی وجہ سے سیلاب آیا۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ایل جے سی سرگودھا کی حدود میں دریائے جہلم کے سیلابی پانی سے بچاؤ کے لئے جو بند بنائے گئے وہ محفوظ ہیں تاہم ساہیوال فلڈ برجی 000+58 تا 250+68 کو مزید وسعت دینے کی ضرورت ہے جس کی تجویز زیر غور ہے۔

محکمہ کے ریسٹ ہاؤسز کی تفصیلات

*7591: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع چنیوٹ اور اسلام آباد میں محکمہ آبپاشی کے کتنے ریسٹ ہاؤسز کس کس جگہ پر ہیں، ہر ریسٹ ہاؤس کتنے کتنے رقبہ پر اور کتنے کتنے کمروں پر مشتمل ہے، ہر ریسٹ ہاؤس کے انچارج کا نام، عہدہ بتایا جائے؟

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز کے جنوری 2008 سے آج تک کے اخراجات بتائیں اور یہ ریسٹ ہاؤسز کن مقاصد کے لئے بنائے گئے ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ آبپاشی کے دس ریسٹ ہاؤسز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے.

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	جس جگہ موجود	رقبہ (ایکڑ)	کمرے	انچارج کا نام
1	امین پور		10.14	06	اصغر چوہان(S.D.O)
2	کوٹ احمد یار		10.23	03	اصغر چوہان(S.D.O)
3	کوٹ وساوا		12.58	03	اصغر چوہان(S.D.O)
4	تاجا بیرانوالہ		7.16	مسمار شدہ	اصغر چوہان(S.D.O)
5	جوڑا ریسٹ ہاؤس		10.15	03	انور علی ندیم(S.D.O)
6	عادل والا		13.80	مسمار شدہ	انور علی ندیم(S.D.O)
7	اچھروال	آرڈی 000+80 کھادر نہر	2619 sqr.f	03	جاوید احمد قریشی(S.D.O)
8	یکو والا	آرڈی 000+122 کھادر نہر	2619 sqr.f	03	جاوید احمد قریشی(S.D.O)
9	ونوکا	آرڈی 000+80 کھادر نہر	2619 sqr.f	03	جاوید احمد قریشی(S.D.O)
10	غوثیوالا	آرڈی 000+80 کھادر نہر	2619 sqr.f	03	جاوید احمد قریشی(S.D.O)

اسلام آباد میں محکمہ آبپاشی کا ایک ریسٹ ہاؤس ہے جو کہ راول ڈیم پر واقع ہے یہ ریسٹ ہاؤس 12 مرلہ پر واقع ہے اور اس میں 5 کمرے ہیں موجودہ انچارج کا نام ظفر حسین ایگزیٹو انجینئر ہے۔

(ب) تاجا بیرانوالہ، عادل والا، اچھروال اور ونوکا ریسٹ ہاؤسز کے علاوہ باقی ریسٹ ہاؤسز پر جنوری 2008 سے آج تک مبلغ -/27,41,319 روپے خرچ ہوئے جبکہ یہ ریسٹ ہاؤسز محکمہ کے افسران کی انسپکشن، کھلی کچہری اور عدالتی کارروائی کے لئے بنائے گئے ہیں۔

محکمہ میں گریڈ 16 اور اوپر کی خالی ہونے والی اسامیوں کی تفصیلات

*7596: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی میں 09-2008 میں کتنی اسامیاں گریڈ 16 اور اس سے اوپر گریڈ کی خالی ہوئیں؟

(ب) محکمہ نے جز (الف) میں بیان کردہ کتنی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے requisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو کب بھیجی اگر نہیں بھیجی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا محکمہ کے رائج الوقت قوانین کے مطابق ان اسامیوں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کرنے کی پابندی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ نے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ اریگیشن میں09۔2008 کی دوران اے ای ای/ایس ڈی او(BPS-17) کی35اسامیاں اور 2008 میں اسسٹنٹ الیکٹرک انسپکٹرBS-17کی04اسامیاں خالی ہوئیں۔

(ب) اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں اے ای ای/ایس ڈی اوBS-17کی35 خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئےppscکو10۔06۔09 کو ریکوزیشن بھیجی گئیPPSCنے اپنی سفارشات 11-05-11 کو بھیجیں جن میں35 امیدواروں کی تین سال کی کنٹریکٹ بنیادوں پر تقرری کی سفارش کی گئی ہے. جبکہ اسسٹنٹ الیکٹرک انسپکٹرBS-17کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئےPPSCکو ماہ ستمبر2009 میں ریکوزیشن بھیجی گئیPPSCنے08 امیدواروں کو منتخب کیا جن میں سے صرف04امیدواروں نے سروس جوائن کی باقی ماندہ سیٹوں کے لئے مئی2010میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو پھر ریکوزیشن بھیج دی گئی ہے.

(ج) جی نہیں، پنجاب گورنمنٹ کی بھرتی پالیسی2004 کی شق نمبر 4 کی سب شق (i)کے مطابق گریڈ16اوراس سے اوپر کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر پُر کی جاسکتی ہیں۔

(د) تمام خالی گریڈ16اوراس سے اوپر کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر پُر کی گئی ہیں۔

لاہور۔ محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*8094: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں محکمہ کے کتنے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں گریڈ وار کتنی خواتین کام کر رہی ہیں؟

(د) ان دفاتر میں گریڈ وار خواتین کے لئے کتنی اسامیاں مختص ہیں؟

(ہ) کیاان دفاتر میں تعینات خواتین کوٹا کے مطابق تعینات ہیں اگر کم ہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور شہر میں چیف انجینئر لاہور زون کا دفتر پرانی انار کلی اریگیشن سیکرٹریٹ میں واقع ہے اور اس سے ملحقہ دفاتر کی تعداد 32 ہے جو زیادہ تر دھرم پورہ کینال بنک پر واقع ہیں جن کی تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دفاتر ہذامیں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان دفاتر میں گریڈوار کام کرنے والی خواتین کی تفصیل درج ذیل ہے

نمبر شمار	گریڈ	تعداد اسامی
1۔	07	1عدد
2۔	01	1عدد

(د) گورنمنٹ کی نئی پالیسی کے مطابق خواتین کے لئے پانچ فیصد اسامیاں مختص ہیں.

(ہ) دفاتر ہذامیں خواتین نے بھرتی کے لئے کوئی درخواست نہ دی ہے جس کی وجہ سے خواتین کو بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

سال 11-2010، بارانی علاقوں میں چھوٹے ڈیمز بنانے کی تفصیلات

*8158: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کا مالی سال 11۔2010 کے بجٹ میں بارانی علاقوں میں 200 چھوٹے ڈیم بنانے کا پروگرام تھا؟

(ب) اگر ہاں تو یہ ڈیم کہاں کہاں بنائے جانے تھے؟

(ج) مذکورہ علاقہ میں آج تک مندرجہ بالا ایریا میں کتنے ڈیم کہاں کہاں بنائے گئے ہیں اور ان پر کتنی لاگت آئی ہے؟

(د) کتنے ڈیمز زیر تعمیر ہیں اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

(ہ) حالیہ شدید بارشوں میں کتنے ڈیموں کو نقصان پہنچا ہے، ان ڈیمز کے نام بتائیں اور یہ کب بنائے گئے تھے؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سمال ڈیمز آرگنائزیشن اریگیشن کے تحت مالی سال 11۔2010 میں 200 چھوٹے ڈیمز بنانے کا کوئی منصوبہ زیر عمل نہ تھا تاہم موجودہ مالی سال میں 500 ملین روپے رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) یہ ڈیم راولپنڈی ڈویژن اور پوٹھوہار میں بنائے جائیں گے۔فائنل لوکیشن کے بارے میں ایک کمیٹی فیصلہ کرے گی جس کو وزیر آبپاشی chair کریں گے۔

(ج) مالی سال 11۔2010 میں کوئی ڈیم نہ شروع کیا گیا لیکن دس پرانے منصوبوں پر کام جاری رہا جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) دس ڈیمز زیر تکمیل ہیں جو موجودہ مالی سال میں مکمل ہو جائیں گے

(ہ) حالیہ بارشوں سے موجودہ ڈیمز کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔

راولپنڈی، زیر زمین پانی کی کمی کو پورا کرنے کی تفصیلات

*8323: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی کے مختلف اضلاع میں زیر زمین پانی کی کمی ہے؟

(ب) کیا حکومت نے زیر زمین پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے چھوٹے ڈیمز اور بند باندھ کر پانی جمع کرنے کے منصوبے بنائے ہیں، ان کی تعداد کیا ہے اور کتنے منصوبوں پر عمل درآمد جاری ہے؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں زیر زمین پانی کی کمی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے زیر زمین پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے راولپنڈی ڈویژن میں اب تک 49 ڈیمز مکمل کئے ہیں اور 10 ڈیمز کی تعمیر پر کام جاری ہے جو سال 12۔2011 میں مکمل ہو جائیں گے۔مزید ڈیمز کے لئے اس سال 500 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

ضلع گجرات، نہروں کی کھدائی، صفائی اور توسیع ومرمت کے منصوبوں کی تفصیلات

*8324: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع گجرات میں مالی سال08۔2007 سے 10۔2009 تک نہروں کی کھدائی، صفائی اور توسیع ومرمت کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اوراس میں سے کتنی خرچ ہوئی،کیااس سلسلہ میں کوئی نئے منصوبہ جات بنائے جارہے ہیں؟

وزیرآبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

ضلع گجرات میں مالی سال 08۔2007 سے10۔2009 تک نہروں کی کھدائی، صفائی اور توسیع ومرمت کے لئے خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔گجرات، گجرات ڈویژن یو جے سی میں مالی سال 08-2007 اور 10۔2009 میں نہروں کی کھدائی اور توسیع و مرمت کے لئے مختص اور خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے

مالی سال	مختص رقم	خرچ کی گئی رقم (بھل صفائی)	(توسیع مرمت)
2007۔08	1,51,28000	10,46,083	1,40,81,17
2008۔09	2,42,97000	43,4474	2,38,62,526
2009۔10	2,49,18000	7,85000	2,41,33,000

ضلع گجرات میں نہروں کے متعلق کوئی نئے منصوبہ جات زیر غور نہ ہیں۔

جہلم(ضلع گجرات)

جہلم ڈویژن یو جے سی میں مالی سال08۔2007 سے10۔2009 تک نہروں کی کھدائی، صفائی اور توسیع پر کوئی رقم خرچ کی گئی اور نہ ہی کوئی رقم اس سلسلہ میں مختص کی گئی تھی جبکہ مرمت کے لئے سال08۔2007 سے10۔2009 تک93,49,662 رقم خرچ کی گئی ضلع گجرات میں نہروں کے متعلق کوئی نئے منصوبہ جات زیر غور نہ ہیں۔

پانی چوری پر تاوان عائد کرنے کی تفصیلات

*8378: میاں شفیع محمد: کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ محکمہ انہار نہری پانی کی چوری پر تاوان عائد کرتا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ محکمہ انہار کے ماتحت عملہ کی ملی بھگت سے پانی چوری کے اکثر واقعات ہوتے ہیں اور بسا اوقات اپنی کارکردگی دکھانے کے لئے وہ ایس ڈی او متعلقہ کو چوری کی رپورٹ کردیتے ہیں اور معمول کی کارروائی کے بعد ڈویژن آفیسر تاوان عائد کردیتا ہے؟

(ج) کیااس تاوان کی اپیل متعلقہ ایس ای کے پاس ہوتی ہے جس میں وہ ڈویژن کینال آفیسر کے فیصلے کو بھی برقرار رکھتا ہے؟

(د) کیا حکومت تاوان کے خلاف اپیل ایس ای کی بجائے ریونیو کے مجاز آفیسر کے سامنے کرنے کے حق کو دوبارہ revive کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔تاوان انہی پر عائد کیا جاتا ہے جو پانی چوری کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ ڈویژنل کینال آفیسر کے فیصلے کے خلاف اپیل سپرنٹنڈنگ انجینئر کے پاس زیر دفعہ 35 کینال ایکٹ کی جا سکتی ہے مجاز اتھارٹی(Superintending Engineer)بعد از سماعت کیس تاوان پر فیصلہ میرٹ پر کرتی ہے

(د) کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کی دفعہ 35 کے تحت ڈویژنل کینال آفیسر کے فیصلے کے خلاف اپیل سپرنٹنڈنگ کینال آفیسر کو کی جاتی ہے اور حکومت اس طریق کار کو فی الحال تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

سرگودھا۔اریگیشن ورکشاپ کی زمین پر ناجائز قبضہ کی تفصیلات

*8499: محترمہ رعنا رضوی: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔30 سرگودھا میں اریگیشن ورکشاپ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے اسے نیلامی کے ذریعے لیز پر دینا تھا مگر افسران کی ملی بھگت سے ایسا نہیں ہو رہا ہے؟

(ج) اس ورکشاپ کا کل رقبہ کتنا ہے، کتنے رقبہ پر ورکشاپ قائم ہے، کتنا رقبہ خالی ہے، کتنے پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے، ناجائز قبضہ کے بارے میں حکومت کوئی انکوائری کروا کر ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور قبضہ کو واگزار کروانے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔30 چک نمبر جنوبی بھلوال ضلع سرگودھا میں اریگیشن ورکشاپ ڈویژن واقع ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حکومت نے اریگیشن ورکشاپ بھلوال کو نیلامی کے ذریعے لیز پر دینا تھا۔

(ج) ورکشاپ کا کل رقبہ 199ایکڑ ہے اور 90.00ایکڑ رقبہ پر ورکشاپ قائم ہے جبکہ 109ایکڑ رقبہ خالی ہے .67.00ایکڑ رقبہ پر ناجائز قبضہ ہے, ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے اور اس کی FIR تھانہ بھلوال میں درج ہے۔

لاہور۔ مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ کی زمین پر ناجائز قبضہ کی تفصیلات

*8500: محترمہ رعنا رضوی: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) مغل پورہ لاہور میں اریگیشن ورکشاپ کتنے رقبہ پر قائم ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ورکشاپ کے کچھ حصہ پر محکمہ کے افسران واہل کاران کی ملی بھگت سے لوگوں نے ناجائز قبضہ کر کے تعمیرات کی ہوئی ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ورکشاپ کتنے رقبہ پر تعمیر ہے، کتنے رقبہ پر قبضہ ہو چکا ہے، قبضہ کے بارے میں حکومت نمائندگان کی کمیٹی کے ذریعے انکوائری کروانے اور رقبہ واگزار کروانے کو تیار ہے اور ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ کا کل رقبہ 6.67ایکڑ تھا لیکن شالیمار انڈر پاس تعمیر ہونے کی وجہ سے بقایا رقبہ 3.00ایکڑ رہ گیا ہے۔

(ب) اریگیشن ورکشاپ ہذا کے موجودہ رقبہ پر کسی بھی بیرونی عنصر کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ج) جواب جز (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

پی پی۔53 فیصل آباد۔راجباہوں و مائنرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8640: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پی پی۔53 فیصل آباد میں راجباہوں اور مائنرز کے نام اور ان سے کتنی اراضی سیراب ہو رہی ہے؟

(ب) سال 2010 کے دوران اس حلقہ کے کتنے افراد کے خلاف پانی چوری کے مقدمات درج ہوئے ہیں؟

(ج) ان راجباہوں اور مائنرز کا منظور شدہ پانی کتنا ہے اور کس کس میں کم پانی فراہم کیا جارہا ہے؟

(د) حکومت جن میں کم پانی فراہم کر رہی ہے، ان میں کب تک پورا پانی فراہم کیا جائے گا؟

(ہ) کتنے راجباہ اور مائنز اب تک پکے ہوئے اور باقی کب تک پکے ہوں گے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی۔53 فیصل آباد میں مندرجہ ذیل راجباہ آتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ

نمبر شمار	راجباہ	رقبہ (C.C.A)
1	باسی مائنر	15648ایکڑ
2	ناہرہ	24971ایکڑ
3	ہائی لیول چینل	20411ایکڑ
4	ہری پور مائنر	1166ایکڑ
5	دانگلی	12357ایکڑ
ٹوٹل	سی سی اے	74553ایکڑ

لوئر گوگیرہ ڈویژن فیصل آباد

نمبر شمار	راجباہ	رقبہ (C.C.A)
1	بچیانہ	5619ایکڑ
2	پاؤلیانی	24680ایکڑ
3	مائنر نمبر 1 پاؤلیانی	2591ایکڑ
4	مائنر نمبر 2 پاؤلیانی	3402ایکڑ
5	جڑانوالہ ڈسٹی	4436ایکڑ
6	اواگت ڈسٹی	17089ایکڑ
7	اواگت مائنر	628ایکڑ
ٹوٹل سی سی اے		58445ایکڑ
گرانٹ ٹوٹل		132998ایکڑ

(ب) اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ۔

پی پی۔53 فیصل آباد میں 2010 کے دوران تھانہ جڑانوالہ اور تھانہ لنڈیانوالہ میں 47 مقدمات پولیس کو بھیجے گئے جن پر متعلقہ تھانہ جات نے کوئی بھی FIR درج نہ کی۔

لوئر گوگیرہ ڈویژن فیصل آباد

پی پی۔53 فیصل آباد میں 2010 کے دوران پانی چوری کے تیرا مقدمات متعلقہ تھانہ کو ارسال کئے گئے ہیں جن میں سے صرف سات کی ایف آئی آر درج کی گئی ہیں۔

(ج) پی پی۔53 فیصل آباد میں موجود راجباہ اور مائنرز کا منظور شدہ پانی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ

نمبر شمار	راجباہ	ڈسچارج (کیوسک)
1	باسی مائنر	44.90
2	ناہرہ	125.50
3	ہائی لیول چینل	221.0
4	ہری پور مائنر	3.71
5	دانگلی	49.62

لوئر گوگیرہ ڈویژن فیصل آباد

نمبر شمار	راجباہ	ڈسچارج(کیوسک)
1	بچیانہ	17.00
2	پاؤلیانی	102.00
3	مائنر نمبر 1 پاؤلیانی	8.00
4	مائنر نمبر 2 پاؤلیانی	14.00
5	جڑانوالہ ڈسٹی	14.00
6	اواگت ڈسٹی	54.00
7	اواگت مائنر	2.00

مندرجہ بالا راجباہوں میں ان کی منظور شدہ مقدار کے مطابق پانی فراہم کیا جاتا ہے تاہم بڑی نہر میں پانی کی کمی بیشی کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام راجباہوں کو منظور شدہ وارہ بندی کے مطابق پانی دیا جاتا ہے۔

(د) تمام راجباہوں کو منظور شدہ مقدار کے مطابق پانی فراہم کیا جاتا ہے. تاہم بڑی نہر میں پانی کی کمی بیشی کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام راجباہوں کو منظور شدہ وارہ بندی کے مطابق پانی دیا جاتا ہے۔

(ہ) تفصیل درج ذیل ہے۔

اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ

1۔ راجباہ ناہرہ برجی نمبر(Tail) 113193–0

2۔ باسی مائنر برجی نمبر(Tail) 61977–0

مزید برآں مندرجہ ذیل نہروں کے ابتدائی تخمینہ جات تیاری کے مراحل میں ہیں.

1۔ ہائی لیول چینل برجی نمبر(Tail) 135887–60

2۔ دانگلی راجباہ برجی نمبر(Tail) 85631–0

3۔ ہری پور مائنر برجی نمبر(Tail) 8487–0

لوئر گوگیرہ ڈویژن فیصل آباد

پی پی۔53 فیصل آباد میں راجباہ پاؤلیانی ڈسٹی مائنر نمبر 1اور 2پہلے ہی پکے ہو چکے ہیں جبکہ بچیانہ، جڑانوالہ، اواگت اور اواگت مائنر کی پختگی کا کام زیر تکمیل ہے اور 2011 کے آخر تک مکمل ہو جائیں گے۔

ضلع سرگودھا۔ نبی شاہ جھیل ڈرین پر پل بنانے کا معاملہ

*8692: میاں غلام سرور: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نبی شاہ جھیل ڈرین بھلوال سرگودھا کی ڈی سیلٹنگ کب ہوئی اور اس پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ڈرین پر پل نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈرین پر پل نہ ہونے کی وجہ سے گردونواح کی عوام کو آمدورفت میں سخت دشواری کا سامنا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پانی کے بہتر بہاؤ اور عوام کی آمدورفت کے لئے ڈرین پر پل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) نبی شاہ جھیل کی ڈی سیلٹنگ کا کام سپیشل ایم اینڈ آر کے تحت 09۔2008 میں مکمل ہوا تھا اس پر 47لاکھ روپے لاگت آئی تھی۔

(ب) مذکورہ ڈرین پر ایک پل برجی نمبر 29500 پر پہلے سے موجود ہے۔

(ج) گردونواح کی عوام کو آمدورفت کے لئے ڈرین پر ایک عدد پل برجی نمبر 10-9 پر منظور کیا گیا ہے جو کہ ADP سکیم ریماڈلنگ آف موناڈرینج سسٹم 11۔2010 کے پی سی ون میں منظور شدہ ہے۔ یہ پل سال 12۔2011 میں مکمل ہو جائے گا۔

(د) جواب جز (ج) میں دے دیا گیا ہے۔

سیم و تھور کی زد میں آنے والی اراضی کی تفصیلات

*8763: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں لاکھوں ایکڑ زمین سیم اور تھور کی زد میں ہے؟

(ب) حکومت پنجاب سیم و تھور کے خاتمے کے لئے کن پروگرامز پر عمل کر رہی ہے اور اس مقصد کے لئے مختلف اضلاع کے لئے کتنے فنڈز مالی سال 11-2010 میں مختص کئے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ حقیقت ہے کہ پنجاب میں اس وقت لاکھوں ایکڑ اراضی تھور کا شکار ہے۔ نظامت بحالی اراضی پنجاب (Directorate of Land Reclamation Punjab) کے ایک محتاط اندازے کے مطابق پنجاب میں نہری پانی سے سیراب ہونے والی اراضی کا تقریباً 12.45 فیصد حصہ تھور زدہ ہے۔

(ب) سیم و تھور رقبہ کی بحالی کے لئے اضافی پانی درکار ہوتا ہے لیکن پانی کی کمی کی وجہ سے 1994 میں اس پر پابندی لگا دی گئی۔ اب کوئی پروگرام زیر عمل نہ ہے. سال 11-2010 میں سیم و تھور کے خاتمے کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے ہیں۔

صوبہ میں تعمیر ہونے والے ڈیمز میں خُورد بُرد کی شکایات و دیگر تفصیلات

*8826: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 10۔فروری 2011 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبہ کے چار ڈویژنز میں زیر تعمیر 20 ڈیمز کی تعمیر کے لئے مختص 2.62۔ارب روپے کی خطیر رقم خُورد بُرد کر لی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈیموں پر خرچ کردہ خطیر رقم کے باوجود ان سے بنیادی مقاصد حاصل نہیں ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈیمز کی تعمیر سے 27ہزار 424 ایکڑ اراضی سیراب ہونا تھی مگر ان سے صرف دو ہزار ایکڑ اراضی سیراب ہو رہی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈیمز کے مرکزی حصوں کا تعمیراتی کام اس قدر ناقص ہے کہ نہ صرف اس حصے میں بلکہ سپل وے اور خصوصی طور پر یہاں تعمیراتی جوڑ میں وہاں سے پانی رستا ہوا نظر آتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈیمز کی مقررہ مقاصد کے حصول میں ناکامی کی دیگر وجوہات کے علاوہ مناسب ڈیزائن کا نہ ہونا، ناقص تعمیراتی کام اور مناسب نگرانی کا نہ ہونا ہے؟

(و) کیا حکومت اس کی تحقیقات کے لئے کوئی خصوصی اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی تشکیل دینے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) خبر مذکورہ کی بنیاد محکمہ آبپاشی کی وہ رپورٹ ہے جو محکمہ نے از خود شروع کروائی تھی جس میں منصوبہ جات میں چند نقصانات کی نشاندہی کی گئی تھی۔ نقصانات کی ذمہ داری کے تعین کے لئے باقاعدہ انکوائری زیر کار ہے۔ تحقیقات مکمل ہونے کے بعد تعین ہو سکے گا کہ نقصانات کی نوعیت کیا ہے اور کتنی رقم کا نقصان ہوا ہے۔ تاہم فوری کارروائی کے طور پر تمام متعلقہ افسران کو سمال ڈیمز آرگنائزیشن سے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ ڈیمز کا بنیادی مقصد آبپاشی کے لئے پانی حاصل کرنا ہوتا ہے جس میں کمانڈ ایریا کو develop کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پوٹھوہار ایریا اپنی خصوصی بناوٹ کی وجہ سے ہموار نہیں ہوتا جس کے لئے آبپاشی کا نظام بشمول کھالہ جات وغیرہ زمیندار حضرات نے تیار کرنے ہوتے ہیں جو بتدریج تیار ہو رہے ہیں۔ زیر آبپاشی رقبہ میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اس کے علاوہ ڈیم کی وجہ سے ملحقہ کنواں جات میں زیر زمین پانی کی سطح بلند ہو چکی ہے جس کا فائدہ آبادی اٹھا رہی ہے۔

(ج) مذکورہ ڈیمز کے مکمل develop ہونے پر 29934 ہزار ایکڑ رقبہ کی آبپاشی تجویز کردہ ہے جس میں سے 3334 ہزار ایکڑ رقبہ آبپاش ہو رہا ہے۔ یہاں یہ امر واضح کرنا ضروری ہے کہ منصوبہ جات میں صرف 5 تا 10 فیصد رقبہ develop کیا جاتا ہے جبکہ باقی ماندہ رقبہ زمیندار کو اپنے وسائل سے develop کرنا ہوتا ہے۔ ان ڈیمز میں پانی موجود ہے رقبہ develop ہونے پر مکمل تجویز کردہ فوائد حاصل ہو سکیں گے۔

(د) یہ درست نہ ہے کیونکہ مذکورہ نقائص کی نشاندہی پر محکمہ کے ماہر افسران و consultants کی زیر نگرانی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس نے کسی ایسے نقصان کی تصدیق نہ کی ہے اور مذکورہ ڈیمز کی safety کے متعلق پائے جانے والے تمام خدشات کی نفی کی ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔ محکمہ کے ماہر افسران اور consultants پر مشتمل کمیٹی نے ان ڈیمز کے ڈیزائن و تعمیراتی کام میں کسی نقصان کی نشاندہی کی تصدیق نہ کی ہے۔

(و) حکومت پہلے ہی تحقیقات کے لئے کمیٹی تشکیل دے چکی ہے۔ جس کی سربراہی اعلیٰ افسران کر رہے ہیں۔ کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی important بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس وقت ممکن نہیں کیونکہ توجہ دلاؤ نوٹس کے لئے 15 منٹ ہوتے ہیں۔ آپ بعد میں بات کر لیجئے گا۔ کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چوہدری صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1018 ہے۔ جی، کرنل صاحب!

لاہور میں بنک ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر سکیورٹی گارڈ کی ہلاکت و دیگر تفصیلات

کرنل (ر) محمد عباس چوہدری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بحوالہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 22۔دسمبر 2011 کے مطابق، کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن شپ لاہور کے علاقہ ہمدرد چوک میں گزشتہ روز چار ڈاکو ایک مقامی بنک میں داخل ہوئے اور فائرنگ کر دی جس سے ایک سکیورٹی گارڈ ہلاک اور دوسرا زخمی ہو گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکو کیش کاؤنٹر سے 44 لاکھ روپے لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(ج) کیا متعلقہ پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے، ایوان کو تفتیش کی تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) مقدمہ درج ہو کر تفتیش بذریعہ ایس آئی فدا حسین انچارج انوسٹی گیشن تھانہ ٹاؤن شپ عمل میں لائی جا رہی ہے۔ نقشہ موقع نظری بلا سکیل و با سکیل مرتب کیا گیا ہے اور موقع سے اسلحہ چلنے کے کھول وغیرہ کو قبضہ میں لیا گیا ہے۔ بنک کے کیمرہ مین سے ملزمان کے فوٹو تیار کروائے گئے ہیں اور ویڈیو حاصل کی گئی ہے۔ نعش متوفی عبداللطیف بعد از پوسٹ مارٹم وارثان کے حوالے کی گئی۔ اسی طرح سے کار نمبری EC-7673 کے کوائف حاصل کئے گئے ہیں جو کہ مسمی عدنان طارق سکنہ 97/1 خیابان صادق روڈ سرگودھا کے نام سے ہے جس میں ٹریکر لگا ہوا ہے۔ متعلقہ ٹریکر کمپنی سے پتا کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ متذکرہ بالا کار بروز وقوعہ لاہور نہ آئی ہے اور مالک متذکرہ شریف شہری ہے۔ بہر حال اس بارے میں مشتبہ لوگوں سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے اور اس مقدمے کی اہمیت کے پیش نظر SDPO ٹاؤن شپ سرکل کی سربراہی میں ایک خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ آنے والے چند روز میں یہ کیس work out ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1022 خواجہ اسلام صاحب کا ہے۔۔۔ خواجہ صاحب نہیں ہیں؟ یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ کو پہلے بھی بتایا گیا ہے کہ کھاد کی دستیابی اور گنے کے کاشتکاروں کے مسائل پر بحث کا آغاز مورخہ 23۔ دسمبر 2011 کو وزیر زراعت پنجاب ملک احمد علی اولکھ کی تقریر سے ہوا تھا اور آج بھی اس پر بحث جاری رہے گی۔ اس موضوع پر عام بحث میں حصہ لینے والے ممبران کی مرتب کردہ فہرست میں 29 ممبران کے نام موجود ہیں تاہم اگر ان کے علاوہ بھی کوئی معزز ممبر بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

حکومت پنجاب کی جانب سے روزنامہ "جناح" کو اشتہار دینے پر عائد پابندی کو ہٹانے کا مطالبہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اس معزز ایوان کی توجہ ایک بڑی اہم بات کی طرف دلانا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب نے گزشتہ سات ماہ سے روزنامہ "جناح" کے اشتہارات بند کئے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جس طرح الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کو آزادی حاصل ہے تو کسی بھی ذرائع ابلاغ کے ساتھ اس طرح کا امتیازی سلوک نہیں کیا جانا چاہئے

تو حکومت پنجاب سے میری بڑی مودبانہ گزارش ہے کہ کیاان اخبار والوں سے کوئی ایسی گستاخی ہو گئی ہے کہ اس اخبار کے اشتہارات بند کئے گئے ہیں۔ اپوزیشن کی جانب سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ روزنامہ "جناح" کو فی الفور اشتہارات دیئے جائیں کیونکہ آج پوری دنیا میں میڈیا کی آزادی کے وجہ سے پاکستان کی بہت عزت ہے اور آپ نے دیکھا ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے ذرائع ابلاغ پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے تو میں گزارش کروں گا کہ روزنامہ "جناح" کے اخبارات پر پابندی ختم کر دی جائے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ نو کروڑ آبادی کا نمائندہ ایوان ہے۔ یہاں پر ذاتی کاموں یا ذاتی دلچسپی کے لئے بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! منڈا صاحب غلط کہہ رہے ہیں۔ روزنامہ "جناح" پورے پاکستان سے چھپتا ہے یہ کسی کا ذاتی اخبار نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ ماحول کو کیوں خراب کرتی ہیں؟ آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ مجھے جواب لینے دیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو سوال اُٹھایا ہے اس کے حوالے سے مجھے کوئی information نہیں ہے تو میں معلوم کر کے اس بارے میں بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس بارے میں کل ایوان میں بتا دیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! آپ نے پرسوں کہا تھا کہ وزیر تعلیم صاحب پیر والے دن ایوان میں ضرور آئیں گے تو آج بھی وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے نشاندہی کی ہے میں اس کا پتا کرواتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف صاحب 19-اکتوبر کو ڈی جی خان تشریف لے گئے تھے۔ وہاں انہوں نے اعلان کیا تھا کہ ہم جنوبی پنجاب کے حق میں ووٹ دیں گے۔ ہم نے 20-اکتوبر کو جنوبی پنجاب کے حوالے سے ایک قرارداد پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائی تھی۔ دو مہینے گزر گئے ہیں ہم نے آپ کے دفتر سے رابطہ کیا تو وہاں سے ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس قرارداد کے حوالے سے ابھی تک لاء منسٹر صاحب کی طرف سے ہاں یا ناں میں کوئی جواب نہیں آ رہا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد میں جو بھی پالیسی اختیار کرنی ہے خواہ ہاں کہنی ہے یا ناں کہنی ہے۔ ماضی میں بھی ہمیں دو دفعہ قرارداد table نہیں کرنے دی گئی اُس کے متعلق جواب دیجئے کہ وہاں پر

میاں محمد نواز شریف صاحب نے بھی کہا تھا کہ ہم قرارداد کے حق میں ووٹ دیں گے تو اُس قرارداد کو اس معزز ایوان میں کیوں نہیں لایا جا رہا؟

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے اسمبلی قواعد کہتے ہیں کہ جمعہ والے دن اگلے ہفتے پیش ہونے والی قراردادوں کی قرعہ اندازی ہونی ہوتی ہے تو بسراء صاحب نے جس قرارداد کی نشاندہی کی ہے وہ قرارداد 20۔اکتوبر کو جمع کرائی گئی تھی اور جمعہ والے دن 23۔دسمبر تھا اُس دن بھی میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر اس سلسلے میں کوئی پیشرفت ہو گی تو وہ تبھی اُس قرعہ اندازی میں شامل ہو سکے گی ورنہ وہ قرارداد شامل نہیں ہو سکے گی اور پچھلے دو Private Members Day بھی گزر چکے ہیں اور اگلا آنے والا Private Members Day بھی اس میں گزر جائے گا۔ ہماری اسمبلی کے schedule کے مطابق اس ہفتہ کے Tuesday کے بعد اگلے Tuesday تک اجلاس چلتا ہے یا نہیں۔ اس پورے اجلاس کی کارروائی کے اندر ایک ایسی قرارداد جو پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ کے تقریباً ڈیڑھ سو ممبران نے جمع کرائی ہوئی ہے اُس کو consider ہی نہیں کیا جائے گا۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ ہم نے تو وہ قرارداد دو مہینے سے جمع کرائی ہوئی ہے۔ ہمیں آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ نے جواب نہیں دیا۔ آپ مہربانی فرمائیں تو قرعہ اندازی میں شامل کئے بغیر بھی وہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: آج کا اجلاس ختم ہونے کے بعد ہم بیٹھتے ہیں، میں ان کو اُدھر بلواؤں گا اور پھر ساری بات کا پتا کرتے ہیں کہ کیوں ایسے ہوا ہے؟ اب رانا محمد افضل خان صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

قانون منی لینڈنگ 2007 پر عملدرآمد پر پیشرفت کے بارے میں سابقہ خصوصی کمیٹی کی سفارشات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(اذان مغرب)

جناب سپیکر:اب نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان6:00 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر:رانا محمد افضل خان صاحب!آپ اپنی بات جلدی سے مکمل کر لیں۔آپ مجلس قائمہ خصوصی نمبر13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں دعوت دیتا ہوں کہ آپ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی فیسوں میں اضافہ کے معاملے پر غوروخوض کرنے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"To consider the issue of increasing the fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA PP-55

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کردی جائے۔"

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"To consider the issue of increasing the fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA PP-55

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کردی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"to consider the issue of increasing the fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA PP-55

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ ہماری ایک قرارداد ہے جسے out of turn لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ قواعد کی معطلی کی تحریک راجہ ریاض احمد لیڈر آف اپوزیشن، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل، چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، ڈاکٹر محمد اختر، حاجی محمد اسحاق، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ، مخدوم محمد ارتضیٰ صاحب، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری اور جناب پرویز رفیق نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو سے متعلق ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو سے متعلق ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو سے متعلق ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو سے متعلق ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

پنجاب اسمبلی کے معزز ایوان کی جانب سے محترمہ بے نظیر بھٹو(شہید) کو پاکستان میں جمہوریت کے قیام واستحکام، عوام کے حقوق کی خاطر شہید ہونے پر خراج تحسین پیش کیا جانا

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جو کسی بھی اسلامی ملک کی پہلی منتخب وزیر اعظم تھیں اور دو دفعہ مملکت خداداد کی وزیر اعظم رہیں، کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کی چوتھی برسی پر انہیں اظہار عقیدت کے پھول نچھاور کرتا ہے کہ وہ پاکستان میں جمہوریت کے قیام و استحکام اور عوام کے حقوق کی خاطر جنگ کرتے ہوئے اور میثاق جمہوریت کے پودے کو تناور بنانے کی تگ ودو میں جمہوریت دشمن اور ملک دشمن قوتوں کے ہاتھوں شہید ہوئیں۔ پنجاب کے عوام، یہ منتخب ایوان ان کی سیاسی ملکی اور عوامی خدمات کو سراہتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ جمہوریت، عوامی خدمت اور اداروں کی مضبوطی تک جنگ جاری رہے گی۔"

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! ایک لفظ کی تھوڑی سی تشریح کر دیں۔ اس میں لفظ "خراج تحسین بہتر ہے یا خراج عقیدت بہتر ہے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! ان دونوں الفاظ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بات ہو گئی۔ محترمہ اس کو controversial نہ بنائیں۔ مہربانی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! آپ نے ایک سوال کیا ہے تو میں عرض کروں گی خراج عقیدت شہیدوں کے لئے ہوتی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم ہر بات کو climax پر لے جاتے ہیں۔ قرارداد میں لفظ "جنگ" استعمال کیا گیا ہے اس کو اگر جدوجہد کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیں۔ میں نے سن لیا ہے۔ جس طرح سے انہوں نے لکھا ہے میں اسی طرح سے پڑھ دیتا ہوں۔ خراج تحسین کا لفظ بھی ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جو کسی بھی اسلامی ملک کی پہلی منتخب وزیراعظم تھیں اور دو دفعہ مملکت خداداد کی وزیراعظم رہیں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کی چوتھی برسی پر انہیں اظہار عقیدت کے پھول نچھاور کرتا ہے کہ وہ پاکستان میں جمہوریت کے قیام و استحکام اور عوام کے حقوق کی خاطر جنگ کرتے ہوئے اور میثاق جمہوریت کے پودے کو تناور بنانے کی تگ و دو میں جمہوریت دشمن اور ملک دشمن قوتوں کے ہاتھوں شہید ہوئیں۔ پنجاب کے عوام، یہ منتخب ایوان ان کی سیاسی ملکی اور عوامی خدمات کو سراہتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ جمہوریت عوامی، خدمت اور اداروں کی مضبوطی تک جنگ جاری رہے گی۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جو کسی بھی اسلامی ملک کی پہلی منتخب وزیراعظم تھیں اور دو دفعہ مملکت خداداد کی وزیراعظم رہیں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کی چوتھی برسی پر انہیں اظہار عقیدت کے پھول نچھاور کرتا ہے کہ وہ پاکستان میں جمہوریت کے قیام و استحکام اور عوام کے حقوق کی خاطر جنگ کرتے ہوئے اور میثاق جمہوریت کے پودے کو تناور بنانے کی تگ و دو میں جمہوریت دشمن اور ملک دشمن قوتوں کے ہاتھوں شہید ہوئیں۔ پنجاب کے عوام، یہ منتخب ایوان ان کی

سیاسی ملکی اور عوامی خدمات کو سراہتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ جمہوریت، عوامی خدمت اور اداروں کی مضبوطی تک جنگ جاری رہے گی۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں صرف دو منٹ گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ ہی جو دو لفظ کہنا چاہتے ہیں وہ کہہ دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے صرف House کے تمام ممبران اور دوستوں کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ آپ سب کو مبارک ہو۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں ایک اہم issue پر دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں! آپ کی مرضی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! صرف دو منٹ لوں گا۔ میں نے صرف اظہار افسوس کرنا ہے۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا آپ نے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! صرف اظہار افسوس کرنا ہے۔

جناب سپیکر: کس بات کا؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! مسلم لیگ (ن) جن کے ساتھ ہم اڑھائی سال تک Coalition Government میں رہے ان کے ایک سینئر ترین ساتھی جاوید ہاشمی صاحب مسلم لیگ (ن) کو چھوڑ کر تحریک انصاف میں چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اسی طرح آپ کے بھی سینئر ساتھی ادھر گئے ہوئے ہیں۔ اس بات کے کرنے کا فائدہ کیا ہے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

بحث

کھاد کی دستیابی کے معاملے اور گنے کے کاشتکاروں کو درپیش مسائل پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ محترم! میں نے floor ان کو دیا ہے محترم آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اجلاس ختم ہونے کے بعد آپ پانچ منٹ کے لئے میرے پاس تشریف لائیں۔ اب اس بات کو چھوڑ دیں۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اب بحث شروع کریں گے۔ تشریف نہیں رکھتے اگلا نام میاں محمد رفیق صاحب کا ہے۔ شروع کریں۔ بسم اللہ کریں۔

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آج کی اس تحریک کے محرک سید حسن مرتضیٰ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے گنے کی نسبت سے خود کو یہ کہا کہ میں کاشتکار ہوں اور میری دال روٹی بھی گنے کی کاشت پر ہے۔ مجھے بھی یہ فخر ہے کہ میں بھی ایک کاشتکار ہوں اور میری دال روٹی بھی کاشتکاری پر ہی ہے۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے جتنے بھی اجلاس گزرے ہیں کسی نہ کسی اجلاس میں میری یہ پیشرفت رہی ہے کبھی کھاد پر، کبھی فصلوں کی قیمتوں پر، کبھی inputs کی قیمتوں پر اور میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ ایک میٹنگ بھی کی اور ایوان کے اندر بحث بھی کروائی۔ جس طبقے کی نسبت سے سید حسن مرتضیٰ صاحب نے یہ بات کی ہے میں اس بارے میں تھوڑی سی تشریح کر دینا چاہتا ہوں۔ ایک شاعر کا خیال ہی نہیں بلکہ زمینی حقائق پر مبنی چند اشعار پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے لکھا ہے کہ راج محل کے باہر، راج محل کا مطلب یہ ہے کہ اسمبلیاں، پارلیمنٹ اور سینیٹ اس نے لکھا ہے کہ:

راج محل کے باہر سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہل کی انی فولاد کے پنجے گھومتے پہیے

کڑیل باہیں کتنے لوگ جن کی روحوں کو سندیسے بھیجے
سکھ کی سیجیں لیکن جو ہل راحت کو ٹھکرائیں
آگ پئیں اور پھول کھلائیں

جناب سپیکر! ستر فیصد کسان تو پنجاب میں بیٹھا ہے یا پاکستان میں بیٹھا ہے جس کا تعلق کاشتکاری کے ساتھ ہے۔ باقی مزدوروں میں بھٹہ مزدور، مل مزدور، پاور لومز کے مزدور، خوانچے والا، ریڑھی والا، چھوٹا دکاندار یہ 95فیصد لوگ ہیں جو ملک کے اقتدار سے، ملکی وسائل اور اختیارات سے محروم ہیں اس لئے کہ ان کا کوئی نمائندہ ان اسمبلیوں میں نہیں سوائے حسن مرتضیٰ صاحب، میں اور شاید ایک آدھ کوئی اور بھی ہو۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ 70فیصد لوگ جو کاشتکاری سے منسلک ہیں وہ پانی کی کمی، inputsکی مہنگائی اور ان کی اپنی فصلوں کی فروخت کی قیمت ان کو میسر نہیں ہے۔اس میں گنا سر فہرست زیر بحث آ رہا ہے اور سید حسن مرتضیٰ صاحب نے جو بات کی ہے، گنے کی ملوں نے حکومت سے قرضے لے کر شوگر ملیں لگائیں انہوں نے وہ قرضہ باہر بھجوا دیا اور گنے کے کاشتکار کی آمدن سے کاروبار کر رہے ہیں۔وہ گنا خریدتے ہیں تو تول کم دیتے ہیں اور سال بہ سال ان کی قیمتیں بھی ادا نہیں کرتے۔اب وزیر زراعت نے اس روز کہا ہے کہ کچھ انتظام کریں گے تاکہ پوری طرح سے قیمتیں میسر آ سکیں۔

جناب سپیکر! کھاد کا مسئلہ ہے آپ دیکھئے کہ ہم نے تو اپنے بھانڈے وی وچ دیئے، جو کھاد بناتے تھے وہ کارخانے بھی بیچ دیئے، جو ملیں یوریا بنا رہی ہیں انہیں گیس سے کھاد بنانی ہے اور وفاقی حکومت اس بات کی ذمہ دار اور گناہ گار ہے کہ وہ ان کو گیس فراہم نہیں کر رہی اس وجہ سے کھاد کی پوری پیداوار نہیں ہو رہی اور جب importکرنے کا وقت آتا ہے تو وقت پر importنہیں کرتے۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ یہ محسوس کر کے ہمیں آئندہ یوریا کھاد کی کمی آئے گی۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے فروری میں مرکز کو چٹھی لکھی، پھر مارچ میں لکھی، پھر اپریل میں لکھی لیکن اس کی میٹنگ جون میں ہوئی جب کپاس اور مکئی کو کھاد کی ضرورت نہ رہی۔وہ میٹنگ بھی اس طرح سے ہوئی کہ وزارت پیداوار کا وزیر آیا، TDCPکا بھی ایک نمائندہ تھا، فنانس کا بھی ایک ممبر تھا اور وزیر خوراک بھی تھا انہوں نے کھاد کو ڈالر کے ساتھ منسلک کر دیا کہ اس کی قیمتیں ڈالر کے ساتھ ہوں گی۔جب inputsکی قیمتیں ڈالر کے ساتھ منسلک کریں تو کاشتکار کی فصلوں کا بھاؤ بھی ڈالر کے ساتھ منسلک ہونا چاہئے اس لئے یہ تماشا کہ جب یوریا کھاد کی ضرورت ہوتی ہے یہ غائب ہو جاتی ہے،

جب فاسفیٹ کی ضرورت ہوتی ہے وہ غائب ہو جاتی ہے ، بلیک ہوتی ہے ، ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے ،importمیں دیر کرتے ہیں-آپ مجھے موقع فراہم کریں کہ میں بھارت کی لازمی مثال دینا چاہتا ہوں کہ وہاں پیداوار کیوں زیادہ ہے- وہاں چھ ایکڑ تک کے کاشتکار پر کوئی ٹیکس نہیں ہے-پانی مفت ہے ، بجلی مفت ہے ، بیج اور کھادوں پر subsidy ہے- وہاں پر جو ملٹی نیشنل کمپیناں کھادیں اور سپرے کی زہریں بناتی ہیں یا انسانوں اور جانوروں کے لئے ادویات بناتی ہیں وہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کو پابند کرتے ہیں کہ تین سال کے اندر جو پیداوار ہے یا جو raw material ہے وہ اپنے ملک کے اندر پیدا کرنا ہے لیکن ہمارے ہاں پاکستان بننے کے بعد آج تک کسی نے اس بات پر غور نہیں کیا ان کے لائسنس کی تجدید کرتے رہتے ہیں اور کسی ملٹی نیشنل کمپنی کو پابند نہیں کیا کہ آپ نے raw material پاکستان میں پیدا کرنا ہے اور کھاد کی پیداوار پاکستان میں کرنی ہے اس لئے انڈیا میں اس کی آدھی قیمت ہے اور ہمارے ہاں دگنی قیمت ہے- وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں جو بھارت میں کھادیں اور جتنا بھی inputs ہے سپرے، insecticide وغیرہ supply کرتی ہیں اور پاکستان میں بھی وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں-اب آپ ہی دیکھئے کہ اتنی مہنگی inputs خرید کر کسان فصلیں کاشت کرتا ہے لیکن ان کی فصلوں کا بھاؤ نہیں ہے-آج گنے کا بھاؤ نہیں ہے ،آج کپاس کا بھاؤ نہیں ہے- ایک سال جس فصل کا بھاؤ بن جاتا ہے اگلے سال اس کا بھاؤ ویسے ہی گر جاتا ہے-کاشتکار تو اتنا مظلوم ہے یہ hand to mouth ہے ، مشکل سے اس غریب کا گزارہ ہوتا ہے ، یہ کاشتکاری اسے زندہ رہنے دیتی ہے ، نہ مرنے دیتی ہے-ان کے ساتھ نہایت ناروا سلوک ہے میں اس میں پنجابی کا ایک محاورہ بولنا چاہتا ہوں کہ دیکھئے کمیشن کا مافیا، ذخیرہ اندوزی کا مافیا، بلیک مارکیٹنگ کا مافیا یہ حکومتوں کے اندر بیٹھا ہے اور اس میں سب سے بڑا قصور وفاقی حکومت کا ہے گیس مہیا نہ کرنے سے یوریا کی پیداوار کم ہو گئی یہ تاخیر سے import کرتے ہیں اور جب کرتے ہیں تو ایسے port پر بھیج دیتے ہیں جہاں سے منگوانے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہوتا---

جناب سپیکر: بڑی مہربانی-

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر آپ وقت ختم ہی کر رہے ہیں تو ایک محاورہ تو بول لینے دیں-

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: یہ بلیک مارکیٹنگ مافیا، ذخیرہ اندوز مافیا، کمیشن مافیا، یہ کتی چوراں نال رلی ہوئی اے اور جب تک کتی چوروں کے ساتھ رلی رہے گی یہاں پر کاشتکار کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی، مہنگائی ختم نہیں ہو

سکتی، ذخیرہ اندوزی ختم نہیں ہو سکتی، بلیک مارکیٹنگ ختم نہیں ہو سکتی، کسان کا استحصال ختم نہیں ہو سکتا اور مزدور کا استحصال ختم نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب! انہوں نے بہت کوشش کی ہے اور ہم سب کی طرف سے کہتے ہیں کہ انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا ممنون نہ ہوں یہ House کی بات ہے۔ اس میں میرا کیا تعلق ہے۔ آپ نے جو کیا اسے House نے accept کیا اور میں نے آپ کو اجازت دے دی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں غلطی کی معافی چاہتا ہوں میں آپ کا ممنون نہیں ہوں بلکہ اس House کا ممنون ہوں جنہوں نے میرا ساتھ دیا اور [*******] اور پنجاب حکومت جو ظلم کسانوں پر ڈھا رہی ہے اس کا تدارک کیا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اب اصل مسئلے کی طرف آ جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں اصل مسئلے کی طرف ہی آ رہا ہوں لیکن میں پہلے وہ حالات point out کرنا چاہتا ہوں کہ جس کی وجہ سے مجھے یہ کچھ کرنا پڑا۔ مجھے اب disturb نہ کیا جائے تاکہ میں اپنی بات پوری کر سکوں۔ اس House کی مہربانی اور ان سب معزز ممبران کے تعاون کی وجہ سے حکومت پنجاب مجبور ہوئی اور اس نے یہ ظالمانہ اقدامات فی الفور روکے ہیں۔ گنے کی فصل پر کٹوتی کر کے پنجاب کے کسانوں پر جو ظلم کیا جاتا ہے، کسان کے پیسے پانچ پانچ سال تک اس ملک کا سرمایہ دار استعمال کرتا تھا، کسان کو اس کا اپنا پیسا وقت پر نہیں ملتا تھا اور وہ بے چارہ دربدر ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا۔ اب سرمایہ دار کو مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ کسان کے اس پیسے کو ادا کرے۔ پنجاب پاکستان کا 60 فیصد ہے اور یہاں پر آباد 60 فیصد لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت سے وابستہ ہے۔ زراعت کا شعبہ حکومت پنجاب کی طرف سے ہمیشہ neglected رہا ہے اور اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ زراعت میں research کے لئے بہت کم پیسے رکھے گئے ہیں جس کی وجہ سے کسانوں کے لئے کوئی awareness campaign چلائی گئی اور نہ ہی کوئی نیا بیج متعارف کرایا جا سکا۔ ابھی تک کسانوں کو اس بات سے آگاہی حاصل نہیں ہو سکی کہ کون سی اقسام ban ہیں۔ گنے کی ایک قسم 138 جو کہ پچھلے تین سالوں سے ban ہو چکی ہے ہمارے کسان آج بھی

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1146 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اس بات سے آگاہ نہیں ہیں۔میں حکومت وقت سے گزارش کروں گا کہ وہ awareness campaign شروع کرے اور لوگوں میں اس طریقے سے شعور اُجاگر کریں کہ وہ کاشتکاری کے لئے جدید طریقوں کی طرف راغب ہو سکیں۔

جناب سپیکر! کتنے شرم کی بات ہے کہ ایک زرعی ملک اور صوبہ ہونے کے باوجود ہمارے پاس اپنی کھادیں نہیں، pesticides نہیں اور ہمیں ان چیزوں کے لئے بیرونی ممالک اور وفاقی حکومت کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔جب پنجاب حکومت کو ضرورت محسوس ہوتی ہے تو وہ پنجاب بنک کے نام پر اپنا علیحدہ سے بنک بنا لیتے ہیں۔جب انہیں شہروں میں بسیں چلانے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنی ٹرانسپورٹ کمپنیاں متعارف کرا دیتے ہیں۔بجٹ میں جس منصوبے کا ذکر نہیں ہوتا، funds allocate نہیں کئے جاتے لیکن پھر بھی وہ بن جاتا ہے۔لاہور میں خوبصورتی کے لئے اگر کوئی فلائی اوور یا انڈر پاس بنانا پڑے تو وہ دو مہینوں میں تیار ہو جاتا ہے لیکن دوسری طرف پنجاب کے 70 فیصد لوگ جن کا زراعت سے روزگار وابستہ ہے، جو پاکستان کے دیہاتوں میں رہتے ہیں، جنہوں نے پاکستان کی غربت کو چھپایا ہوا ہے ان کو تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا نہیں ملتا، انہیں وقت پر کھاد نہیں ملتی اور ضرورت کے وقت پانی میسر نہیں ہوتا۔یہ بے چارہ اور مظلوم کاشتکار تقریباً پچیس قسم کے taxes direct or indirect طور پر حکومت پنجاب کو دیتا ہے لیکن پھر بھی اس کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا۔کسانوں کو ہر دفعہ کرشنگ سیزن کے شروع میں لوٹا جاتا ہے۔آج میں on the floor of the House یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اسی رواں اجلاس میں حکومت کوئی ایسی قانون سازی لے کر آئے کہ جس سے کسان کے اوپر ہونے والے ان مظالم کو روکا جا سکے اور اس لوٹ مار کو بند کیا جا سکے۔گنے کی فصل کو 1950 کے Act کے تحت regulate کیا جاتا ہے۔کیا ہمارے لئے حکومت کے پاس اتنا وقت اور فرصت نہیں ہے کہ وہ ہمارے اس issue کو resolve کرے اور 1950 کے Act سے ہماری جان چھڑا کر اس حوالے سے نئی قانون سازی کی جائے؟ وزیر قانون صاحب نے کمیٹی کی میٹنگ میں یہ بات کہی تھی کہ اگر ہمیں یہ اجلاس extend بھی کرنا پڑا تو ہم ایسا کر کے اس حوالے سے قانون سازی لائیں گے۔میں وزیر قانون کا ان اقدامات پر تہہ دل سے شکر گزار ہوں[********]

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1146 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: سید حسن مرتضیٰ صاحب نے میرے متعلق جو الفاظ کہے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ اپنی تقریر کے شروع میں بھی انہوں نے میرے متعلق جو الفاظ کہے ہیں ان کو بھی حذف کر دیا جائے۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج بہت اہم issue پر بات ہو رہی ہے۔ میں سب سے پہلے منسٹر صاحب جن کے پاس زراعت کا additional charge ہے کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ additional charge ہونے کے باوجود انہوں نے بڑی اچھی باتیں کیں اور for the first time مجھے ان کی ساری باتوں کی سمجھ آئی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے، صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور ہماری 70 فیصد معیشت اسی زراعت پر base کرتی ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ صوبائی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے، ان کی incompetency کی وجہ سے آج زراعت I.C.U میں ہے۔ زراعت ایک بہت وسیع subject ہے اس میں بہت سی چیزیں آتی ہیں جن میں کھادیں، بیج، نہری پانی، زرعی ادویات، agriculture information and marketing بھی شامل ہیں۔ اُس روز وزیر زراعت نے جو تقریر کی اس سے مجھے یہ لگا کہ ساری کی ساری زراعت کھاد پر depend کر رہی ہے یا یہ سمجھ لیا جائے کہ کھاد کا دوسرا نام ہی زراعت ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ چند لوگ اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں اور اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایسا یہاں پر کیوں کیا گیا ہے؟ چونکہ کھاد کی import کے علاوہ باقی تمام زراعت کے شعبے صوبائی حکومت کے ماتحت ہیں اور صوبائی حکومت اپنی کوتاہیوں کو چھپانے کے لئے کھاد کے issue کو اُچھال رہی تھی۔ اس وقت fertilizers کی shortage کی خبریں منظر عام پر آ رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ملک میں جب بھی ربیع اور خریف کی فصلوں کی بوائی کا وقت آتا ہے تو اس کی demand میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ رسد demand کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ گیس کی shortage ہے اور local fertilizer manufactures ہیں۔ اس میں Fatima Fertilizers, Pak Arab Fertilizers, Fuji Fertilizers اور اسی طرح کے دوسرے ادارے شامل ہیں جو کہ اپنی سو فیصد production نہیں دے رہے۔ گیس کی کمی کیوں ہوتی ہے؟ اس کا credit بھی خادم اعلیٰ پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہی جاتا ہے کیونکہ N.F.C Awards کے نام پر یہ صوبہ پنجاب کے حقوق پر compromise کر کے آئے تھے۔ گیس کی shortage کی وجہ سے اس وقت ہمارے local manufactures 100

percent fertilizers generate نہیں کر رہے۔اس کے باوجود وفاقی حکومت N.F.M.L کے ذریعے کھاد کی demand کو پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس کے ذریعے کھاد کو import کیا جاتا ہے۔اگر پنجاب کے حکمرانوں کے رحم وکرم پر کھاد کی import ہوتی تو پھر کبھی بھی کسانوں کو یہ وقت پر نہ مل سکتی۔یہاں پنجاب میں کسان کبھی باردانہ اور کبھی زمین کی فرد کے نام سے لٹتا اور ذلیل و خوار ہوتا رہا ہے۔وزیر موصوف نے اپنی تقریر میں گوادر پورٹ پر کھاد منگوانے کا ذکر کیا تھا تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہاں یہ credit میرے قائد چوہدری پرویز الٰہی صاحب کو جاتا ہے کہ اس ملک میں پہلی دفعہ انہوں نے گوادر پورٹ پر fertilizer handling کا ریکارڈ قائم کیا۔بالکل گوادر پورٹ پر کھاد منگوائی گئی جس کو load کروا کر ہنگامی بنیادوں پر upstream روانہ بھی کیا گیا اور صرف باتیں نہیں کی گئیں۔

جناب سپیکر!میں آپ کو گواہ بنا کر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس میں کوئی doubt نہیں ہے کہ ایک دن میں دو لاکھ میٹرک ٹن سے زیادہ اور پورے ملک میں اس کی سپلائی کی گئی۔ہم سب جانتے ہیں اور یہاں پر بہت سے لوگوں کا تعلق کاشتکاری سے ہی ہے۔ہماری ملکی معیشت میں زراعت کی جو اہمیت ہے اس میں کوئی دوسری بات ہی نہیں ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر کسانوں کی مشکلات کی دوہائیاں دے کر اپنی سیاست چمکانا justified نہیں ہے۔سابق وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی صاحب نے تاریخ میں پہلی دفعہ ایگریکلچر مارکیٹنگ کا ایک mechanism نہ صرف develop کیا تھا جس میں نہ صرف کسانوں کی خوشحالی موثر اقدامات کئے گئے بلکہ اُنہیں اُن کی پیداوار کا جائز معاوضہ دلایا گیا اور یہ محکمہ black marketing کو بھی cater کرتا تھا۔اگر پچھلے دور میں کھاد کی بوری -/800 روپے کی ملتی تھی اور ڈی اے پی -/1600 روپے کی ملتی تھی تو آج اس ریٹ پر کھاد کیوں نہیں مل رہی؟ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر اُس دور میں کھاد کی بوری -/800 روپے اور ڈی اے پی -/1600 کی ملتی تھی تو آج تو صوبے میں good governance ہے،آج اس کی قیمت -/4000 روپے سے زیادہ کیوں ہے؟

جناب سپیکر!ہم ایک طرف کسانوں کی مشکلات کی بات کرتے ہیں اور بلاشبہ ان کی good governance کی وجہ سے آج کا کسان واقعی بہت مشکل میں ہے۔کسی کی اچھی چیزوں کو لے کر آگے چلنا چاہئے جس طرح چائلڈ پروٹیکشن بیورو ہے،1122 ہے اسی طرح اگر ان کے دل میں کسان کے لئے کوئی جذبہ ہوتا اور ان کے لئے کوئی محبت ہوتی تو یہ اپنی صنعتوں کا فکر کرنے کی بجائے اُس بے چارے

کسان کا بھی کچھ سوچتے۔انہوں نے آکر یہ کیا کہ ایک وہ چیز جس کی وجہ سے کسان کو ریلیف مل رہا ہے ان کی good governance نے اُس اچھے کام کو بند کر کے فارغ کر دیا اور آج یہی لوگ اس ایوان میں کسانوں کی مشکلات کی دوہائیاں دیتے نظر آتے ہیں۔اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ایگریکلچر مارکیٹنگ کے غیر فعال ہونے کی وجہ سے کسان کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے۔میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حکومت نے کاشتکار کی فلاح و بہبود کے لئے جو اقدامات کئے ہیں اُن میں سے ایک یہ اقدام بھی کیا ہے کہ امپورٹ کی جانے والی کھاد کی بوری پر -/1600 روپے سبسڈی دی جاتی ہے، امپورٹ کی جانے والی کھاد کی بوری پر -/2900 روپے لاگت آتی ہے اور وفاقی حکومت وہی بوری کسانوں کو -/1300 روپے میں دیتی ہے یعنی ایک بوری کے پیچھے -/1600 روپے کا ریلیف دیا جارہا ہے لیکن جو کھاد مقامی طور پر بن رہی ہے اُس کی بوری کی قیمت اُس سے بھی زیادہ یعنی -/1480 روپے ہے۔

جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ سچی بات بڑی ناگوار گزرتی ہے۔وزیر موصوف نے کھاد کی قیمت کے بارے میں دروغ گوئی سے کام لیا اُس بارے میں، میں نے یہاں بتا دیا، ہم کہتے ہیں کہ یہ بلیک مارکیٹنگ اور ذخیرہ اندوزی کیوں ہو رہی ہے اور اس چیز پر بہت سے معزز ممبران کو اعتراض ہے لیکن میں آپ سے یہ پوچھتی ہوں کہ اس بلیک مارکیٹنگ کو چیک کرنا اور روکنا کس کا کام ہے یہ بلاشبہ صوبائی حکومت کا کام ہے اور یہ ذخیرہ اندوزی کھاد کے علاوہ چینی اور دیگر اشیائے ضروریہ کے حوالے سے بھی ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ یہاں پر لوگ اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کے کئے ہوئے اچھے کاموں کو بھی criticize کر رہے ہیں۔ وزیر موصوف جب اپنی winding up speech کریں گے تو یہ بتائیں کہ پچھلے ایک مہینے کے دوران انہوں نے بلیک مارکیٹنگ کرنے والوں کو پکڑا تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی؟ NFML ایک چھوٹا سا ادارہ ہے اُس نے ایک مہینے کے دوران بائیس سو ایجنسیوں میں سے سو سے زیادہ ایجنسیوں کو پکڑ کر اُن کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے اُن کے لائسنس منسوخ کئے ہیں۔اگر وزیر موصوف نے ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی تو کیوں نہیں کی اور وہ کون سی طاقت ہے جس نے ان کو ذخیرہ اندوزوں کو پکڑنے سے روکا ہے؟ بات یہ ہے کہ یہاں پر ہم اپنے لئے بات نہیں کر رہے ہیں ہم اُس عوام کے لئے بات کر رہے ہیں جو دونوں طرف سے لٹ رہی ہے۔کسانوں کو وفاقی حکومت کی -/1600 روپے کی سبسڈی نہیں پہنچ رہی اور جس ریٹ پر حکومت کھاد دیتی ہے اُن کو اُس ریٹ پر کھاد نہیں مل رہی تو اس کے ذمہ داران کون ہیں اور اس کا

تدارک کیوں نہیں کیا جاتا؟ میں نے جن حقائق کا ذکر کیا ہے اس صوبائی حکومت کے پاس چونکہ ان باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے اس لئے انہوں نے یہ کہا کہ ہمیں میٹنگ میں نہیں بلایا جاتا، ہمیں on boardنہیں کیا جاتا اور ہم سے مشورہ نہیں کیا جاتا۔ میں یہ کہتی ہوں کہ چوروں کو پکڑنے کے لئے کسی میٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان کی حکومت کی کارکردگی پر تو صرف یہی کہہ سکتی ہوں کہ:

ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ ہیں؟ محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ present نہیں ہیں۔ اب احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب!

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے دو issues پر حکومت کی توجہ دلانی ہے کہ ان دو معاملات کے اندر کاشتکاروں کے مسائل کو address کیا جائے۔ پاکستان کے اندر fertilizers کی سالانہ پیداوار 65 لاکھ ٹن ہے اور اگر پیداوار کے لئے تمام وسائل مہیا کر دیئے جائیں تو ہماری ضرورت بھی 65 لاکھ ٹن ہے۔ اگر ہم پیداوار کو اچھے انداز سے پورا کر سکیں تو ہمیں باہر سے fertilizer نہیں منگوانا پڑتی۔ گیس کی پوری سپلائی کا مہیا نہ ہونا اور اس کے علاوہ اسی طرح کے دیگر اور عوامل ہیں جن کی وجہ سے ہماری fertilizer production کم ہوتی ہے اور تقریباً پندرہ سے سترہ لاکھ ٹن fertilizer ہمیں درآمد کرنا پڑتی ہے۔ یہاں پر کوئی point scoring کی بات نہیں ہے یہ بات حقیقت ہے کہ کاشتکاروں کو facilitate کرنے کے اندر جو مسائل ہیں ان کا ایک حصہ وفاقی حکومت کے ساتھ ہے جس کو وہ صحیح طرح سے perform نہیں کر پائی اور دوسرے حصے کا تعلق خالصتاً صوبائی حکومت کے ساتھ ہے وہ بھی اس میں delivery نہیں دے سکے جو کہ دی جانی چاہئے۔ ہمارے اس ایوان کا تعلق چونکہ صوبائی حکومت سے ہے تو گیس کی لوڈشیڈنگ کے بعد کھاد کی سپلائی میں سب سے بڑا مسئلہ ذخیرہ اندوزی، زیادہ قیمت اور جعلی قسم کی قلت کو ظاہر کر کے کاشتکاروں تک وہ مفاد نہیں پہنچنے دیا جاتا جو کہ صوبائی حکومت کو دینا چاہئے۔ یہاں بیٹھ کر حکومت سب سے پہلے اپنی پالیسیوں اور implementation of rules کی بات کرتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پالیسیوں کے اندر شاید اتنا بڑا lacuna نہ ہو جتنا اُن کی implementations میں ہے۔ اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ کھاد پورے صوبے کے اندر بلیک میں فروخت ہوتی ہے اور مجھے بذات خود یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں کس چیز کا اقرار کر رہا ہوں۔ میں بھی کنٹرول ریٹ سے -/200 روپیہ مہنگی کھاد خرید کر اپنی کاشتکاری کر رہا ہوں اور اس پر آپ اندازہ لگا لیں کہ کون سا وہ فرد ہے جو یہ کہے کہ ہم کنٹرول ریٹ سے -/200 یا -/300 روپیہ فی بیگ زائد نہیں لے

رہے؟ وفاقی حکومت کا NFML ادارہ جو کچھ کر رہا ہے مجھے یہ تسلیم کرتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ شاید اس انداز میں بات نہیں کرنی چاہئے لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہاں پر جو permits جاری ہوتے ہیں وہ بازار میں ڈیلروں کو فروخت ہوتے ہیں اور وہ قیمتیں بڑھا کر بیچ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات جس پر بات کرنی ہے وہ گنے کے کاشتکاروں کے مسائل ہیں۔ اس میں گنے کے کاشتکار کو نو مسائل ایسے ہیں جو براہ راست ان کو متاثر کر رہے ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تمام شوگر ملوں کے اگر کنڈے چیک کئے جائیں تو میں دعوے سے یہ بات کرتا ہوں کہ پانچ فیصد سے لے کر دس فیصد تک وزن میں کٹوتی لگائی جاتی ہے جو وہاں ظاہر نہیں کی جاتی۔ ان کنڈوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے کہ جو وزن وہاں پر کیا جائے وہی دے دیا جائے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ گنے کی کچھ ایسی اقسام ہیں جن میں سے چینی کم شرح سے نکلتی ہے۔ اس وجہ سے پورے پنجاب میں تمام شوگر ملیں دس سے پندرہ فیصد تک اقسام کے حوالے سے کٹوتی لگاتی ہیں جس سے کاشتکار کو نقصان ہوتا ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ گنا کم پیداواری قسم کے اندر نہ بھی آتا ہو تو بہت ساری ملیں ایسی ہیں جو دھونس اور دھاندلی کر کے اسے کم ورائٹی والا گنا ظاہر کر کے کٹوتی لگا لیتی ہیں۔ بعض اوقات گنے کی صفائی پر بھی تین فیصد کی کٹوتی لگا دی جاتی ہے۔ ہم بار بار جو بات یہاں پر کرتے ہیں کہ پندرہ دنوں کے اندر تمام کاشتکاروں کو ادائیگی کر دی جاتی ہے۔ اس بات کا حقائق کے ساتھ زمینی طور پر کوئی تعلق نہیں ہے۔ شوگر ملوں کے اندر سب سے بڑا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ مل مالکان ادائیگی بروقت نہ کرتے ہوئے اپنے پیدا کردہ middleman وہاں پر چھوڑ دیتے ہیں جو نقد ادائیگی کر کے تین سے چار فیصد تک بعض جگہوں پر پانچ فیصد تک کٹوتی کر کے کل ادائیگی کر دیتے ہیں، middleman کو شوگر ملیں ادائیگی کر دیتی ہیں اور وہ نفع جو کاشتکاروں سے دو سے تین فیصد نکال لیا جاتا ہے وہ middleman اور مل مالکان آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ اگر 15۔ستمبر کو crushing season عملی طور پر شروع کر دیا جائے تو اس کے بعد پاکستان کے اندر گندم کی کاشت میں تیس سے پینتیس فیصد اضافہ ہو سکتا ہے۔ حکومت اعلان کر دیتی ہے لیکن یہ ایک بڑی حقیقت ہے کہ اعلان کے باوجود کم از کم چالیس سے پینتالیس دن بعد ملیں crushing کا آغاز کرتی ہیں۔ ان ملوں میں جتنی capacity ہوتی ہے اس پر ان کو نہیں چلایا جاتا اور گنے کے کاشتکار تین تین، چار چار یا پانچ پانچ دن اپنا گنا ٹریکٹروں پر لاد کر ملوں کے دروازوں پر کھڑے رہتے ہیں۔ اگر ملوں کو چیک کیا جائے اور مل مالکان پوری capacity کے مطابق ملیں چلائیں تو کاشتکاروں کا یہ مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت نے اعلان کیا ہوا ہے کہ کسی بھی ٹیکسٹائل انڈسٹری کے اندر کم سے کم اجرت سات ہزار روپے دی جائے گی۔ تمام شوگر ملیں چونکہ دیہی علاقوں کے اندر ہیں تو کاشتکاروں کے لوگ ہی وہاں پر ملازم ہیں تو یہ اجرت چار سے پانچ ہزار روپے ہے اور سات ہزار روپے اجرت ensure نہیں کی جاتی۔ اس کے علاوہ یہ بھی مسئلہ ہے کہ road cess کی کٹوتی کی جاتی ہے، اس کے اندر دو مدات ہیں، ایک سڑکوں کے network کو ٹھیک کیا جائے گا اور دوسرا گنے کی ریسرچ پر پیسا خرچ کیا جائے گا۔ گزشتہ دس سالوں کے اندر road cess کی رقم سے گنے کی ریسرچ پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! آخر میں ایک تجویز دے کر اجازت چاہوں گا کہ سب سے پہلے clarity of thinking اس بات پر ہونی چاہئے کہ کیا ہم گنے کے کاشتکاروں کو relief دینا چاہتے ہیں؟ اگر دینا چاہتے ہیں تو Cane Commissioner، وزیر زراعت اور سیکرٹری زراعت کی موجودگی میں تمام ملوں کے تمام اضلاع سے ایک ایک، دو دو ممبران اسمبلی کی کمیٹیاں بنا دیں جو صوبائی سطح پر supervise کریں، جو کنڈوں کو چیک کریں کہ ان کے تول میں کتنی چوری ہے۔ اگر وہ کمیٹی ماہانہ رپورٹ اسمبلی کے اندر پیش کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید کاشتکاروں کو کوئی relief مل سکے لیکن افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اخبار میں اشتہار دے دینے سے کبھی بھی گنے کے کاشتکاروں کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ علامہ اقبالؒ کی ایک بات کر کے اجازت چاہوں گا، وہ فرماتے ہیں کہ

دہکاں ہے کسی قبر کا اُگلا ہوا مردہ
بوسیدہ کفن جس کا ابھی زیر زمیں ہے

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ میں نے دس منٹ مقرر کئے ہیں۔ میں دس منٹ سے زیادہ کسی کو وقت نہیں دوں گا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں معزز ممبران نے جمعۃ المبارک کو اور آج بھی بہت باتیں کر لیں۔ میں کسی قسم کی repetition نہیں چاہوں گا۔ میں صرف چند گزارشات کرنا چاہوں گا۔ میں بنیادی بات اس سے شروع کرتا ہوں کہ وفاقی حکومت نے سیلاب زدگان کے لئے سندھ حکومت کو 4.5۔ ارب روپے دیئے تھے کہ وہ سندھ کے کاشتکاروں کو دیئے جائیں۔ میرا بڑا سادہ سا سوال ہے کہ کیا پنجاب کو کوئی پیسا وفاقی حکومت سے ملا تھا؟ نہیں ملا تھا۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ بیج اور کھاد وغیرہ کے لئے سندھ کو 4.5-ارب روپے کی جو سبسڈی دی گئی وہ پنجاب کو نہیں دی گئی۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا جس پر کچھ لوگوں کو فوراً بڑی الجھن پیدا ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔ آپ جو suggest کرنا چاہتے ہیں وہ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بھی سمجھتے ہیں کہ کھاد کی distribution وفاقی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ میں یہ بات بڑی ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ جیل روڈ پر پچھلے دو مہینے سے کھاد کی منڈی لگی ہوئی ہے۔ ایک ایک آدمی کے پاس اڑھائی اڑھائی سو ایجنسیاں ہیں۔ تین یا چار ہزار روپے بیگ کا ریٹ مقرر ہے اور -/200 روپے فی بیگ منافع پر اُن کو issue ہو رہے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر distribution میں گڑ بڑ کی جا رہی ہو مگر سٹاک میں چاہے لاکھوں ٹن کے حساب سے مال ہو وہ کسان کو نہیں ملے گا۔ میں اللہ سے توبہ کر کے کہتا ہوں کہ اگر distribution کا کنٹرول ہمارے پاس ہو اور ہمیں پتا ہو کہ یہ کون لے کر جا رہا ہے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کھاد کی ایک بوری بھی بلیک میں بک جائے مگر کھاد کو اس طریقے سے distribute کیا جا رہا ہے کہ وہاں پر کسی قسم کی پابندی ہی نہیں ہے اور کھاد ایسی ایسی ایجنسیوں کو دی جا رہی ہے جن کا NTN ہی نہیں ہے لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ کھاد کسان کو مل جائے؟ میں کہتا ہوں کہ -/1600 روپے کی subsidy بالکل ضائع ہوئی ہے۔ subsidy کی صورت میں قوم کا اربوں روپیہ ضائع ہوا ہے مگر کسان کو اُس کا کوئی فائدہ ہوا اور نہ ہی کسی صورت ہو گا۔ جب تک اس کی distribution ہمارے کنٹرول میں نہیں ہو گی تب تک کسان کو مناسب دام پر کھاد کسی صورت نہیں ملے گی۔ اسی طرح شوگر کے متعلق بات ہو رہی ہے---

جناب سپیکر! آپ انہیں کہہ دیں۔ اگر یہ cross talk کریں گے تو پھر ہم بھی انہیں نہیں بولنے دیں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ میرے ساتھ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ سے ہی بات کر رہا ہوں مگر انہیں کیا مسئلہ ہے اور درمیان میں کیوں interrupt کرتے ہیں؟ ان کی آواز آپ کو بھی سنائی دے رہی ہو گی۔

جناب سپیکر: میں نے ان کی بات نہیں سنی۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے کورم point out کر دیا ہے کیونکہ ہم اتنے اہم issue پر بات کر رہے ہیں جہاں پر حکومتی ممبران کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ یہاں پر بہت اہم بحث ہو رہی ہے لہذا ممبران کو پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر: کورم point out ہو گیا ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 27۔دسمبر 2011 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔